بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 37

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

18رصفر1444ہجری قمری • 15رتبوک1401ہجری شمسی • 15رستمبر2022ء

ارشادباری تعالیٰ

وَاکۡتُبۡ لَنَا
فِیۡ ھٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً
وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ ؕ
(اعراف:157)

ترجمہ: اور ہمارے لئے اس دُنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی یقیناً ہم تیری طرف (توجہ کرتے ہوئے) آگئے ہیں۔

اخباراحمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9ستمبر 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰؑ کی عمر بتا کر شہادت دیتے تھے کہ وہ فوت ہوگئے
اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جُدا جُدا بتا کر سمجھاتے ہیں کہ وہ فوت ہوگئے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

خدا تعالیٰ کا کلام تیس آیتوں میں ہمارا مؤید ہے۔ کبھی وہ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ (آل عمران:56) فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کہہ کر کبھی مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ (آل عمران:145) کہہ کر، غرض کبھی کسی پیرایہ میں، کبھی کسی صورت میں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہی راہ سچی ہے جس پر ہم بفضلہ تعالیٰ قائم ہیں اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ معراج میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ پکی بات ہے کہ ان دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مردوں میں ہونا چاہئے نہیں بتایا۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عمر بتا کر شہادت دیتے تھے کہ وہ مرگیا اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جدا جدا بتا کر سمجھاتے ہیں کہ وہ مرگیا۔ یہ شہادتیں تو حدیث اور قرآن کی ہیں۔ اسکے علاوہ تمام صحابہ کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی پر یہ ہوتی ہے کہ سب نبی مر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ ابھی نہیں مرے اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑھتے ہیں کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ (آل عمران:145) اب اس موقعہ پر جو ایک قیامت ہی کا میدان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کل صحابہؓ جمع ہیں۔ یہاں تک کہ اسامہؓ کا لشکر بھی روانہ نہیں ہوا۔ حضرت عمرؓ کے کہنے پر حضرت ابوبکرؓ باآواز بلند کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور اس پر استدال کرتے ہیں مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ سے۔ اب اگر صحابہؓ کے وہم وگمان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اٹھتے، مگر سب خاموش ہوگئے اور بازاروں میں یہ آیت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا یہ آیت آج اتری ہے۔

معاذ اللہ صحابہؓ منافق نہ تھے جو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رعب میں آکر خاموش ہورہے اور حضرت ابوبکر کی تردید نہ کی۔ نہیں، اصل بات یہی تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے بیان کی۔ اس لئے سب نے گردن جھکالی۔ یہ ہے اجماع صحابہ کا۔ حضرت عمرؓ بھی تو یہی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئیں گے۔ اگر یہ استدلال کامل نہ ہوتا (اور کامل تب ہی ہوتا کہ کسی قسم کا استثناء نہ ہوتا کیونکہ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے اور انہوں نے پھر آنا تھا تو پھر یہ استدلال کیا یہ تو ایک مسخری ہوتی) تو خود حضرت عمرؓ ہی تردید کرتے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 397، مطبوعہ قادیان 2018)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے

(2139) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے

(2140) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ شہری غیر شہری کیلئے بیع کرے، اور تم دھوکہ دینے کیلئے آپس میں قیمت نہ بڑھاؤ، اور کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، اور اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دے، اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق طلب نہ کرے، اس نیت سے کہ اسکے برتن میں جو کچھ ہے وہ خود انڈیل لے۔

قیمت بڑھانے کی ممانعت

(2142) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نَجۡش یعنی فریب دہی سے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔

نوٹ: کسی شخص کا کسی سامان کی قیمت دوسرے سے زیادہ دینے کا اظہار کرنا جبکہ حقیقتاً وہ چیز خریدنا نہیں چاہتا نجش کہلاتا ہے۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

الفاظ قرآنیہ بتاتے ہیں کہ اشیاء کی حلّت وحرمت میں اصل حلت ہے اور حرمت ایک قید کے طور پر ہے
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر شے حرام ہے سوائے اسکے جسے خدا تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہو لیکن یہ درست نہیں
ہر چیز انسان کیلئے جائز ہے سوائے اسکے جس سے نصّاً یا اشارۃً روک دیا گیا ہو

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 116 اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (ترجمہ: اسنے تم پر صرف مردار کو اور خون کو اور سؤر کے گوشت کو اور (ہر) اس چیز کو حرام کیا ہے جس پر اللہ (تعالیٰ) کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو شخص (ان میں سے کسی چیز کے کھانے پر) مجبور کیا جائے بحالیکہ وہ نہ باغی ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو (یاد رہے کہ) اللہ (تعالیٰ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الفاظ قرآنیہ بتاتے ہیں کہ اشیاء کی حلّت و حرمت میں اصل حلت ہے اور حرمت ایک قید کے طور پر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر شے حرام ہے سوائے اسکے جسے خدا تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز کا استعمال جائز نہیں ہوتا۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ ہم نے ہر چیز انسان کیلئے پیدا کی ہے اور اس کیلئے مسخر کردی ہے۔ پس اس عام حکم سے ہر چیز انسان کیلئے جائز ہوگئی سوائے اسکے جس سے نصّاً یا اشارۃً روک دیا گیا ہو۔

اس آیت میں جو لَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ فرمایا اسکے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے کہ لحم میں چربی بھی شامل ہے یا نہیں۔ جہاں تک لغت کا سوال ہے شَحۡم یعنی چربی کو لَحۡم سے الگ قسم کا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن مفسرین کہتے ہیں کہ لحم کے نام میں شحم شامل ہے۔ گو مفسرین کی دلیل ذوقی ہے اور لغت والوں کی بات اس مسئلہ میں زیادہ قابل اعتبار ہے۔ مگر اسکے باوجود میرے نزدیک سؤر کی شحم یعنی چربی جائز نہیں اور اسکی دلیل میرے پاس یہ ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مردہ جانور کی چربی حرام ہے اور سؤر کی حرمت اور مردہ کی حرمت ایک ہی آیت میں اور ایک ہی الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ پس دونوں کا حکم ایک قسم کا سمجھا جائے گا۔ لیکن سؤر کی جِلد کا استعمال جائز ہوگا کیونکہ وہ کھائی نہیں جاتی۔

احادیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کی ایک بکری مرگئی۔ چند آدمی اس کو اٹھا کر باہر لئے جارہے تھے۔ نبی کریم صلعم نے ان سے فرمایا کہ تم اس کا چمڑہ کیوں نہیں اتار لیتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو مَیۡتَہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے کھانا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس کا گوشت حرام ہو اس کے چمڑے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں سؤر کے بالوں کے بنے ہوئے برشوں کو مکروہ کہا جائے گا کیونکہ انکو منہ میں ڈالا جاتا ہے جو کھانے کا دروازہ ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 260، مطبوعہ قادیان 2010ء)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 26راگست 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ یو.کے کی حضور انور سے ملاقات
نومبائعات لجنہ اماء اللہ جرمنی کو حضور انور کی زرّیں نصائح
نماز جنازہ حاضر وغائب
خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

بھلا کوئی ایسی شرتی پیش تو کرو جس میں پرمیشر نے یہ کہا ہو کہ میں دائمی نجات دینے پر قادر تو تھا لیکن میں نے نہ چاہا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دوں، ہم ایسے کسی آریہ کو ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”چشمہ معرفت“ رُوحانی خزائن جلد 23 سے پیش کررہے ہیں۔ حضور علیہ السلام ٹائٹل پیج میں اس کتاب کے لکھنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

کتاب چشمہ معرفت لکھنے کا باعث

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اُس مضمون کے جواب میں ہے جس کو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر 1907ء میں بمواجہ چارسو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُن کو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دُشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر جابجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دیکر اور بے جا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دُکھ دیا تھا۔

رسالہ کے دو اغراض

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ رسالہ دو غرض سے لکھا ہے۔ ایک یہ کہ تا اُن اعتراضوں کا جواب پبلک کو معلوم ہوجائے۔ (یعنی جو اعتراضات آریوں نے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کریم پر اپنے جلسے میں کئے تھے۔ ناقل) دوسری یہ کہ تا مسلمانوں کے دلوں میں جو آریہ لوگوں کی سخت گوئی کی وجہ سے ایک جوش ہے وہ جوش جواب ترکی بترکی سن کر کم ہوجائے اور شائد آریہ لوگ آئندہ شرارتوں سے باز آجائیں۔ (چشمہ معرفت صفحہ 8)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریوں کو یہ چیلنج دیا کہ اگر وہ اپنی مذہبی کتاب وید سے کوئی ایسی شرتی پیش کردیں جس میں پرمیشر نے یہ کہا ہو کہ وہ دائمی نجات دینے پر قادر ہے تو آپؑ اُنہیں ایک ہزار روپیہ بطور انعام دینگے۔ آریوں کا یہ کہنا ہے کہ پرمیشر دائمی نجات دینے پر قادر تو ہے لیکن وہ دائمی نجات اس لئے نہیں دیتا کہ انسان کے اعمال محدود ہیں اسلئے محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ ایک قسم کی ناانصافی ہے اور پرمیشر ناانصافی نہیں کرسکتا لہٰذا اسی بنا پر وہ دائمی نجات نہیں دیتا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دراصل آریوں کا پرمیشر دائمی نجات دینے کی قدرت ہی نہیں رکھتا۔ اُسکے بس میں ہی نہیں کہ وہ دائمی نجات دے۔ اسکی اس کمزوری اور ناطاقتی کو چھپانے کیلئے یہ بہانا بنایا گیا کہ دراصل وہ نہیں چاہتا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دے۔ لہٰذا آپؑ نے چیلنج دیا کہ اگر کوئی آریہ وید سے کوئی ایسی شرتی پیش کردے کہ پرمیشر دائمی نجات دینے کی طاقت رکھتا ہے تو آپؑ اُسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دینگے۔ اسلام میں خالق اپنے مخلوق کی پردہ پوشی کرتا ہے یہاں مخلوق اپنے خالق کی پردہ پوشی میں لگا ہوا ہے۔

آریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح واجسام کا خالق نہیں ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنے وجود کا آپ ہی خالق ہے یعنی یہ دُنیا و مافیہا خدا کی ہستی کی طرح انادی یعنی ہمیشہ سے ہے۔ اس طرح آریوں نے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے سے انکار کردیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ خالق نہیں تو پھر کائنات میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کا جواب آریہ یہ دیتے ہیں کہ وہ ارواح واجسام کو آپس میں جوڑتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس طرح تو پھر آریوں کے پرمیشر کی حیثیت ایک معمار سے زیادہ نہ ہوئی کیونکہ معمار بھی صرف جوڑتا ہے۔ اینٹ، سیمنٹ، بجری، سریا وغیرہ ساری چیزیں بنی بنائی اسے مہیا ہوتی ہیں اور وہ صرف جوڑ توڑ کا کام کرتا ہے۔ پس اگر ارواح واجسام کا خدا خالق نہیں تو وہ ان کا مالک بھی نہیں اور صرف جوڑ توڑ سے اس کی حیثیت ایک معمار سے زیادہ نہ ہوئی۔ اور اگر وہ مالک نہیں تو پھر اسے اپنی مخلوق پر مالکانہ تصرف کا کوئی اختیار بھی نہیں۔ اور اگر وہ کسی مقام پر اپنے مالکانہ تصرف کا اظہار کرتا ہے تو وہ ایک ناجائز قبضہ ہے حقیقی ملکیت نہیں۔

آریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب پرمیشر انسان کو نجات دیتا ہے تو کوئی ایک گناہ اس کا ضرور اس کے کھاتے میں باقی رکھ لیتا ہے اور پھر اسی گناہ کے عوض ایک وقت اسے جنت سے نکال کر باہر کردیتا ہے۔ اور جب پرمیشر اُسے جنت سے نکال کر دُنیا میں بھیجتا ہے تو پھر کسی کو آدمی، کسی کو عورت، کسی کو کتا، کسی کو بلی، کسی کو کیڑے مکوڑے، کسی کو گائے، کسی کو بیل، کسی کو بندر، کسی کو سؤر غرضیکہ طرح طرح کے جونوں میں بھیجتا ہے۔ گویا کہ کائنات میں جو ہزار ہا قسم کی مخلوق ہم دیکھتے ہیں وہ دراصل انسان ہی ہیں جو اپنے گناہ کے عوض مختلف جونوں کو بھگت رہے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ رنگ برنگی دُنیا انسان کے مختلف اعمال کا نتیجہ ہے۔ ہزار ہا قسم کے جون میں جب انسان آتا ہے تو گناہ بھی ہزار ہا قسم کے ہونے چاہئیں اور ان کی کوئی فہرست بھی ہونی چاہئے کہ کس قسم کے گناہ سے کون سا جون ملتا ہے تا کہ اگر کسی کو شیر کی زندگی پسند ہو تو اسی قسم کا گناہ کرکے اگلے جنم میں شیر بن جائے۔ رفتار کا دلدادہ چیتا بن جائے۔ اور جو چاہے پیڑوں پر چڑھ کر شیر کو چڑانے والا تیندوا بن جائے اور جسے پرندوں کی زندگی پسند ہو اور کھلے آسمان میں پرواز اچھی لگتی ہو وہ پرندہ بن جائے۔ جس طرح لاکھوں قسم کی مخلوق زمین کے اندر اور اُوپر اور پانی میں پائی جاتی ہے، گناہ بھی لاکھوں قسم کے ہونے چاہئیں لہٰذا آریوں کو کوئی ایسی فہرست ضرور پیش کرنی چاہئے۔ اگر لاکھوں میں نہیں تو ہزاروں میں ہی سہی۔

یہ جو جونوں کا چکر جسے آواگون یا تناسخ کہتے ہیں اِسی سے آریوں کے پرمیشر کی خدائی چلتی ہے۔ اگر وہ دائمی نجات دیدے تو پھر وہ کنگال ہوجائیگا اور اسکی خدائی کا کارخانہ بند ہوجائے کیونکہ دائمی نجات دینے کی صورت میں تمام ارواح واجسام رفتہ رفتہ اسکے ہاتھ سے نکل جائینگے اور چونکہ وہ خالق نہیں لہٰذا وہ مزید ارواح واجسام پیدا بھی نہیں کرسکتا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بالکل خالی ہاتھ ہوجائیگا۔ دراصل یہ وجہ ہے جو پرمیشر دائمی مکتی نہیں دیتا اور ایک گناہ باقی رکھ لیتا ہے اور پھر اس گناہ کے عوض مکتی خانہ سے نکال کر پھر دنیا کی راہ دکھاتا ہے تاکہ اسکا کاروبار چلتا رہے۔ یہی وجہ ہے جو ہم کہتے ہیں کہ آریوں کے پرمیشر میں دائمی مکتی دینے کی طاقت ہی نہیں کیونکہ اگر وہ خالی ہاتھ بیٹھ رہے تو پھر پرمیشر کا ہے کا۔ پس اس میں قدرت ہی نہیں کہ دائمی مکتی دے سکے اگر دے سکتا ہے تو وید سے کوئی ایسی شرتی پیش کرنی چاہئے۔

اس طرح کے عقائد سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر جو سب قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے اور پاک اور بے عیب ہے، کئی طرح کے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کرنا اس کی بہت بڑی تذلیل ہے۔ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا وہی خالق اور مالک ہے۔ اگر وہ ارواح واجسام کا خالق نہیں تو وہ ان کا مالک بھی نہیں اور وہ اُن کی صفات اور خوبیوں سے بھی ناواقف ہے۔ یہ بالکل واضح اور بدیہی امر ہے کہ خالق ہی اپنی مخلوق کی صفات کا رازدار ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ نہیں بخش سکتا تو وہ ایک انسان سے بھی کمتر ہے کیونکہ انسان انسان کے بڑے بڑے گناہ معاف کردیتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ محدود اعمال کا بدلہ غیر محدود نہیں ہوسکتا یہ بات پرمیشر کے حد درجہ بخیل ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ انسانوں میں سے ہزارہا ایسے ہوتے ہیں کہ جب اپنے نوکروں پر خوش ہوتے ہیں تو ان کے اعمال سے کئی گنا زیادہ انہیں بطور انعام واکرام کے نواز دیتے ہیں۔ پس جب انسان اپنے مال کو جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے تو پرمیشر کے لئے یہ خیال کرنا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کس قدر غیرت اور شرم کی بات ہے۔ ایسے ہی تمام امور پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب چشمہ معرفت میں جو نہایت پُر معارف اور پُرشوکت ارشادات فرمائے ہیں وہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

ذرّہ ذرّہ کو غیر مخلوق ہونے میں خدا کے برابر کرتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : قرآنی تعلیم وہ تعلیم ہے جسکی ایک بات بھی حق اور حکمت سے باہر نہیں اور جو سراسر پاکیزگی سکھاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ اُسکو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں جو ایک ذرّہ ذرّہ کو غیر مخلوق ہونے میں خدا کے برابر کرتے ہیں اور خدا کی نسبت یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ کسی روح اور کسی ایک ذرّہ کا بھی پیدا کرنے والا نہیں اور ایسا بخیل طبع ہے جو اپنے عاشقوں اور سچے پرستاروں کے گزشتہ گناہ نہیں بخشتا اور باوجودیکہ اس کی راہ میں کوئی جان بھی دے دے تب بھی پرانا کینہ نکالتا ہے اور ضرور اُس کو سزا دیتا ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ 14)

پرمیشر خالق بھی نہیں اور اس نے رُوحوں اور ذرّاتِ عالم کو کسی سے خریدا بھی نہیں پھر وہ مالک کیسا؟ پس کوئی اور وجہ بیان کرنی چاہئے جس سے وہ مالک سمجھا جاوے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : مضمون کے سنانے والے نے وید کے حوالہ سے اپنے مضمون میں بڑے زور سے بیان کیا کہ پرمیشر روح اور مادّہ کا مالک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ وہ صانع عالم جان اور اجسام کے ہر ایک ذرّہ کا مالک ہے مگر آریہ صاحبوں کے اصول کی رُو سے وہ مالک نہیں ٹھہرتا کیونکہ پرمیشر نے نہ ارواح کو پیدا کیا اور نہ ذرّاتِ عالم کو بلکہ وہ یعنی رُوح اور مادّہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں۔ تو پھر کیونکر پرمیشر اُن کا مالک ٹھہر سکتا ہے جن پر اُن کا کوئی بھی حق نہیں۔ کیا پرمیشر نے رُوحوں اور ذرّاتِ عالم کو اپنے پاس سے قیمت دے کر کسی سے خریدا تھا؟ کیونکہ وہ اُن کا خالق تو نہیں۔ پس کوئی اور وجہ بیان کرنی چاہئے جس کی وجہ سے وہ ایسی چیزوں کا جو اُس کی طرح قدیم اور خود بخود ہیں مالک سمجھا جاوے کیونکہ بلاوجہ تو ہم کسی کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ فلاں چیز کا مالک ہے۔

آریوں کا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں جو ہمیں فرق نظر آتا ہے وہ دراصل تناسخ کی وجہ سے ہے۔ اس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چاند ستاروں اور سورج اور اجرام فلکی میں جو فرق ہے اگر اس کا سبب تناسخ نہیں ہے تو پھر حیوانات میں تناسخ کیوں مانا جاتا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :

حیوانات کی طاقتوں اور قوتوں کی تفاوت کا سبب تناسخ اور آواگون کو قرار دینا خدائے حکیم کے علم اور ست وِدّیا کو ضائع کرنا اور اسکی وحدت نظامی کو درہم برہم کرنا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اور پھر ہم کہتے ہیں کہ حیوانات کی طاقتوں اور قوتوں کی تفاوت کا سبب تناسخ اور آواگون کو قرار دینا خدائے حکیم کے علم اور ست وِدّیا کو ضائع کرنا اور اس کی وحدت نظامی کو درہم وبرہم کرنا ہے۔ جس حالت میں تم مثلاً ستاروں اور سورج اور چاند پر نظر ڈال کر اپنے منہ سے اقرار کرتے ہو کہ وہ تفاوت جو ان ستاروں کی قوت اور طاقت اور تمام لوازم میں واقع ہے وہ کسی تناسخ اور آواگون کا موجب نہیں بلکہ حکمت اور مصلحت الٰہیہ نے یہی چاہا تا ہر ایک چیز اپنی اپنی حد بندی کی رُو سے حد باندھنے والے پر دلالت کرے اور اس طرح اس غیب الغیب اور وراء الوراء پر ایک دلیل قائم ہوجائے تو پھر کیوں اُسی منہ سے وہ تفاوت جو حیوانات میں پایا جاتا ہے اس کو تم تناسخ اور آواگون کی طرف کھینچ کرلے جاتے ہو۔ یا تو یہ مان لو کہ کل تفاوت اور باہمی فرق

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت فوج کی بنا پر ہمیں فتح و نصرت نہیں عطا کی،

ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے،

احد کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا

جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطا فرماتا اور ہماری مدد کرتا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں سلطنتِ روم کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/اگست 2022ء مطابق 26 ظہور 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شام کی طرف بھیجے ہوئے لشکروں کا ذکر ہو رہا تھا جو دشمن کو جارحیت سے روکنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ تین کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہو چکا ہے۔ چوتھا لشکر حضرت عمرو بن عاصؓ کا تھا۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر حضرت عمرو بن عاصؓ کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ شام جانے سے قبل قضاعہ کے ایک حصہ کے صدقات کی تحصیل کیلئے مقرر تھے۔ جبکہ قضاعہ کے دوسرے نصف حصہ کی صدقات کی تحصیل کیلئے حضرت ولید بن عقبہؓ مقرر کیے گئے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کی خواہش تھی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ کو شام کی طرف بھیجیں لیکن ان کے کارناموں کی وجہ سے، حضرت عمروؓ کے کارناموں کی وجہ سے جو انہوں نے فتنہ ارتداد کو ختم کرنے کیلئے انجام دیے تھے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں یہ اختیار دیا کہ خواہ وہ قضاعہ میں ہی مقیم رہیں یا شام جا کر وہاں کے مسلمانوں کی تقویت کا باعث بنیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، جلد 4، جزء 7، صفحہ 3، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 340، مطبوعہ بک کارنر شوروم جہلم)

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط لکھا کہ اے ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کیلئے بہترین ہے سوائے اسکے کہ تمہیں وہ کام زیادہ پسند ہو جو تم انجام دے رہے ہو۔

اسکے جواب میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپؓ ہی ایک ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلانے اور جمع کرنے والے ہیں۔ آپؓ دیکھیں کہ ان میں سے جو تیر نہایت سخت، زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اسے اس طرف چلا دیجیے جس طرف آپؓ کو کوئی خطرہ نظر آئے۔ (تاریخ الطبری، جزء الثانی، صفحہ 332، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2012ء)

یعنی کہ میں تو ہر قسم کے خطرے میں جانے کیلئے ہر طرح تیار ہوں۔

جب حضرت عمرو بن عاصؓ مدینہ آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ سے باہر جا کر خیمہ زن ہو جائیں تا کہ لوگ آپؓ کے ساتھ جمع ہوں۔ اشرافِ قریش میں سے بہت سے لوگ آپؓ کے ساتھ شامل ہوئے۔ جب فیصلہ ہو گیا کہ شام کی طرف جانا ہے تو پھر حضرت عمرو بن عاصؓ کو مدینہ بلایا گیا۔ آپ وہاں آئے اور پھر یہاں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اپنے ساتھ لشکر تیار کرنے کیلئے فرمایا کہ مدینہ کے باہر خیمہ زَن ہو جائیں تا کہ لوگ آپؓ کے پاس آئیں۔ جب آپؓ نے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ آپؓ کو رخصت کرنے نکلے۔ فرمایا: اے عمرو! تم رائے اور تجربہ کے مالک ہو اور جنگی بصیرت رکھتے ہو۔ تم اپنی قوم کے اشراف اور مسلم صلحاء کے ساتھ جا رہے ہو اور اپنے بھائیوں سے ملو گے۔ لہٰذا ان کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرنا اور ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا کیونکہ تمہاری رائے جنگ میں قابلِ تعریف اور انجام کار بابرکت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی مشورہ دے تو ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا، اگر تمہارے پاس کوئی تجویز ہے تو اس کو بے شک استعمال کرنا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے عرض کیا کتنا بہتر ہے میرے لیے کہ میں آپؓ کے گمان کو سچ کر دکھاؤں اور آپؓ کی رائے میرے بارے میں خطا نہ کرے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ آپؓ کی فوج چھ سات ہزار کے درمیان تھی اور ان کی منزلِ مقصود فلسطین تھی۔

حضرت عمروؓ نے ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل دستہ تیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی قیادت میں روم کی جانب پیش قدمی کیلئے روانہ کیا۔ یہ دستہ رومیوں سے جا ٹکرایا اور دشمن کی قوت کو پارہ پارہ کر کے ان پر فتح حاصل کی اور بعض قیدیوں کے ساتھ واپس ہوا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے ان قیدیوں سے پوچھ گچھ کی جس سے پتہ چلا کہ رومی فوج رُوَیس کی قیادت میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنے کی تیاری میں ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں حضرت عمروؓ نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ جب رومی حملہ آور ہوئے تو مسلمان ان کا حملہ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور رومی فوج کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور اس کے بعد ان پر جوابی حملہ کر کے دشمن کی قوت کو تباہ کر دیا اور راہِ فرار اختیار کرنے اور میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

اسلامی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور روم کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور اسی پر یہ معرکہ ختم ہو گیا۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم، صفحہ 448-449، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

ان لشکروں کو روانہ کر کے حضرت ابوبکرؓ نے اطمینان کا سانس لیا۔ انہیں کامل امید تھی کہ اللہ ان فوجوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو رومیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وجہ یہ تھی کہ ان میں ایک ہزار سے زیادہ مہاجر اور انصار صحابہ شامل تھے جنہوں نے ہر موقع پر انتہائی وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ ان میں وہ اہل بدر بھی شامل تھے جن کے متعلق آپؐ، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حضور یہ التجا کی تھی کہ اَے اللہ! اگر آج تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو آئندہ پھر کبھی زمین پر تیری پرستش نہیں کی جائے گی۔ (حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 322، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

پھر لکھا ہے کہ شاہِ روم ہرقل ان دنوں فلسطین میں تھا۔ جب اسے مسلمانوں کی تیاریوں کی خبریں ملیں تو اس نے علاقے کے سرداروں کو جمع کیا اور ان کے سامنے جوشیلی تقریریں کر کے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے مسلمانوں کے متعلق کہا کہ یہ بھوکے ننگے، غیر مہذب لوگ صحرائے عرب سے نکل کر تم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ تم انہیں ایسا منہ توڑ جواب دو کہ پھر یہ کبھی تمہاری طرف دیکھنے کی بھی جرأت نہ کر سکیں۔ سامانِ حرب اور فوجیوں کے ذریعہ سے تمہاری پوری مدد کی جائے گی۔ جو امرا تم پر مقرر کیے گئے ہیں تم دل و جان سے ان کی اطاعت کرو۔ فتح تمہاری ہو گی۔ ہرقل نے وہاں کے لوگوں کو یہ تقریر کی عربوں کے خلاف ابھارنے میں، مسلمانوں کے خلاف ابھارنے میں۔ فلسطین کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ پیکار کر کے ہرقل دمشق آیا۔ وہاں سے حمص اور انطاکیہ پہنچا اور فلسطین کی طرح ان علاقوں میں بھی اس نے جوشیلی تقریریں کر کے وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ خود انطاکیہ کو ہیڈ کوارٹر بنا کر مسلمانوں سے مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 347، ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

روم کی شام میں دو افواج تھیں۔ ایک فلسطین میں اور دوسری انطاکیہ میں اور ان دونوں افواج نے درج ذیل مقامات پر اپنے مراکز بنا رکھے تھے۔ نمبر ایک انطاکیہ: یہ رومی سلطنت کے دور میں شام کا دار السلطنت تھا۔ دوسرا قِنَّسْرِین: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مغرب میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ تیسرا حِمْص: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مشرق میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ چوتھا۔ عمان: بَلْقَاء کا صدر مقام یہاں مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ پانچواں اجنادین: یہ فلسطین کے جنوب میں روم کا عسکری مرکز تھا جو بلادِ عرب کی مشرقی اور مغربی سرحدوں اور حدود مصر سے ملتا تھا۔ چھٹا قَیْسَارِیَّہ: یہ فلسطین کے شمال میں حیفا سے تیرہ کلومیٹر پر واقع ہے اور اسکے کھنڈر ابھی تک باقی ہیں۔ رومی ہائی کمان کا مرکز انطاکیہ یا حمص تھا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 450، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

ایک روایت میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ جب ہرقل کو اسلامی لشکروں کی آمد کی خبر ملی تو اس نے پہلے اپنی قوم کو جنگ سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ میری رائے ہے کہ تم مسلمانوں سے صلح کر لو۔ خدا کی قسم! اگر ان سے شام کی نصف پیداوار پر صلح کرو گے اور تمہارے پاس نصف پیداوار اور روم کا علاقہ رہا تو وہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شام کے تمام علاقے اور روم کے نصف علاقے پر قابض ہو جائیں مگر اہلِ روم اٹھ کر چلے گئے اور انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ اس لیے وہ انہیں اکٹھا کر کے حمص لے گیا اور وہاں اس نے فوجیوں اور لشکروں کو تیار کرنا شروع کیا۔ حمص کے بعد ہرقل انطاکیہ گیا۔ چونکہ اسکے پاس فوج بہت زیادہ تھی اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے میں الگ الگ لشکر بھیجے تا کہ مسلمانوں کے لشکر کے ہر حصہ کو اپنے مدمقابل کے ذریعہ کمزور کر دے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی تَذَارِق کو نوے ہزار فوج دے کر حضرت عمروؓ کے مقابلے میں بھیجا اور جَرَجَہ بن تُوذَر کو حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے مقابلے کیلئے بھیجا۔ اسی طرح قَیْقَار بن نَسْطُوس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر حضرت ابوعُبیدہؓ کی طرف روانہ کیا اور حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنَہؓ کے مقابلے کیلئے دُرَاقِص کو بھیجا۔ (الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 255، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء) (حضرت ابوبکر صدیقؓ از ہیکل، صفحہ 347)

حضرت ابوعُبیدہ بن جَرّاحؓ جب جَابِیہ کے قریب تھے تو ان کے پاس ایک آدمی خبر لے کر آیا کہ ہِرَقل انطاکیہ میں ہے اور اس نے تمہارے مقابلے کیلئے اتنا بڑا لشکر تیار کیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لشکر اسکے آباؤ اجداد میں

سے بھی کسی نے تم سے پہلی قوموں کے مقابلے کیلئے تیار نہیں کیا تھا۔

اس پر حضرت ابوعُبَیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خط لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاہ روم ہرقل شام کی ایک بستی جسے انطاکیہ کہتے ہیں وہاں آ کر قیام پذیر ہوا ہے اور اپنی سلطنت کے لوگوں کی طرف آدمی بھیجے کہ انہیں جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ لوگ ہر مشکل اور آسان راستوں سے ہوتے ہوئے ہرقل کی طرف آئے۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اس کی اطلاع بھیج دوں تا کہ اس بارے میں آپ فیصلہ کر سکیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعُبَیدہؓ کی طرف جواباً لکھا کہ تمہارا خط مجھے ملا میں نے اس کو سمجھا جو تم نے شاہِ روم ہرقل کے متعلق تحریر کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ انطاکیہ میں اس کا قیام کرنا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شکست اور اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اور مسلمانوں کی فتح ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم نے جو ہرقل کے اپنے مملکت کے لوگوں کو جمع کرنے اور کثیر تعداد میں لوگوں کے جمع ہونے سے متعلق تحریر کیا ہے تو یہ ہم اور تم پہلے سے جانتے ہیں کہ وہ ایسا کریں گے کیونکہ کوئی قوم بغیر قتال کے اپنے بادشاہ کو نہ چھوڑ سکتی ہے اور نہ اپنی مملکت سے نکل سکتی ہے۔ پھر آپ نے لکھا کہ الحمد للہ! مجھے یہ معلوم ہے کہ ان سے لڑنے والے بہت سے مسلمان موت سے اسی قدر محبت رکھتے ہیں جس قدر دشمن زندگی سے محبت رکھتا ہے اور اپنے قتال میں اللہ سے اجر عظیم کی امید رکھتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کیلئے اس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں جتنی انہیں کنواری عورتوں اور قیمتی مال سے ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک مسلمان جنگ کے وقت ہزار مشرکین سے بہتر ہے۔ تم اپنی فوج کے ساتھ ان سے ٹکراؤ اور جو مسلمان تم سے غائب ہیں اس کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔ یقیناً اللہ جس کا ذکر بہت بلند ہے وہ تمہارے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمہاری مدد کیلئے لوگوں کو بھیج رہا ہوں یعنی اَور فوج بھی بھیج رہا ہوں جو تمہارے لیے کافی ہوگی اور مزید کی ان شاء اللہ خواہش نہ رہے گی۔ والسلام

(تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 212 تا 213، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اسی طرح حضرت عمرو بن عاصؓ کا بھی خط حضرت ابوبکرؓ کو ملا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ تمہارا خط مجھے موصول ہوا جس میں تم نے رومیوں کے فوج اکٹھی کرنے کا ذکر کیا ہے تو یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت فوج کی بنا پر ہمیں فتح و نصرت نہیں عطا کی۔ ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے۔ احد کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطا فرماتا اور ہماری مدد کرتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ عَمرو! یاد رکھو اللہ کا سب سے بڑا مطیع وہ ہے جو معصیت سے سب سے زیادہ بغض رکھے۔ خود بھی اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اطاعتِ الٰہی کا حکم دو۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 452-453، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو خط میں وہاں کے حالات لکھتے ہوئے مدد طلب کی جس کے جواب میں حضرت ابوبکرؓ نے لکھا کہ جب ان سے تمہارا مقابلہ ہو تو اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر ٹوٹ پڑو اور ان سے قتال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ کے حکم سے چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آ جاتا ہے اور اسکے باوجود میں تمہاری مدد کیلئے مجاہدین پر مجاہدین بھیج رہا ہوں یہاں تک کہ تمہارے لیے کافی ہو جائیں گے اور مزید کی حاجت نہ محسوس کرو گے۔ ان شاء اللہ۔ والسلام۔ حضرت ابوبکرؓ نے دستخط فرمائے۔

حضرت ابوبکرؓ نے یہ خط حضرت عبداللہ بن قُرطؓ کو حضرت یزیدؓ کی طرف لے جانے کیلئے دیا اور حضرت عبداللہؓ آپؓ کا خط لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت یزیدؓ کے پاس پہنچے اور یہ خط مسلمانوں کے سامنے پڑھا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ (ماخوذ از تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 213، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

حضرت ابوبکرؓ نے ہاشم بن عُتبہ کو بلایا اور ان سے فرمایا اے ہاشم! یقیناً تمہاری سعادت مندی اور نیک بختی ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جس سے امت اپنے دشمن مشرکین کے خلاف جہاد میں مدد حاصل کر رہی ہے اور جس کی خیر خواہی، صحت رائے، پاکدامنی اور جنگی صلاحیت پر حاکم کو اعتماد اور بھروسا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں یعنی ہاشم کو فرمایا کہ مسلمانوں نے مجھے خط لکھ کر اپنے دشمن کفار کے مقابلے میں مدد طلب کی ہے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے پاس جاؤ۔ میں لوگوں کو تمہارے ساتھ جانے پر تیار کر رہا ہوں۔ تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ ابوعُبَیدہؓ سے جا ملو۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اور فرمایا۔ امابعد! یقیناً تمہارے مسلمان بھائیوں میں سے کچھ خیر و عافیت سے ہیں۔ کچھ زخمی ہیں جن کا دفاع کیا جا رہا ہے اور ان کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دلوں میں ان کا رعب بٹھا دیا ہے۔ انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے کر ان کے دروازے بند کر لیے ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے پیغام رساں یہ خبر لائے ہیں کہ شاہِ روم ہرقل نے ان کے سامنے سے بھاگ کر شام کے کنارے ایک بستی میں پناہ لے لی ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ خبر بھیجی ہے کہ ہرقل نے اس جگہ سے بہت بڑی فوج مسلمانوں سے مقابلے کیلئے روانہ کی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ تمہارے مسلمان بھائیوں کی مدد کیلئے تمہاری فوج روانہ کروں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے ان کی پشت مضبوط کرے گا یعنی اس فوج کے ذریعہ سے مسلمانوں کی پشت مضبوط کرے گا اور دشمن کو ذلیل کرے گا اور ان کے دلوں میں اسکا رعب ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ ہاشم بن عُتبہ کے ساتھ تیار ہو جاؤ اور اللہ سے اجر و خیر کی امید رکھو۔ اگر تم کامیاب ہوئے تو فتح و غنیمت حاصل ہوگی اور اگر ہلاک ہوئے تو شہادت و کرامت حاصل ہوگی۔

پھر حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر آئے اور لوگ ہاشم بن عتبہ کے پاس جمع ہونے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔ جب ایک ہزار ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ہاشم نے حضرت ابوبکرؓ کو سلام کیا اور الوداع کہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا اے ہاشم! ہم بڑے بوڑھے کی رائے، مشورہ اور حسن تدبیر سے استفادہ کیا کرتے تھے اور نوجوانوں کے صبر، قوت اور شجاعت پر بھروسا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر یہ سب خصائل جمع کر دیے ہیں۔ تم ابھی نوعمر اور خیر کی طرف بڑھنے والے ہو۔

جب دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا اور یاد رکھو اللہ کی راہ میں جو قدم بھی تم اٹھاؤ گے، جو خرچ بھی کرو گے اور جو پیاس تھکاوٹ اور بھوک تمہیں لاحق ہوگی اسکے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں عملِ صالح لکھے گا۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ہاشم نے عرض کیا کہ اگر اللہ نے میرے ساتھ خیر خواہی چاہی تو مجھے ایسا ہی کرے گا اور میں ایسا ہی کروں گا۔ قوت و طاقت اللہ ہی عطا کرنے والا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر میں مارا نہ گیا تو میں ان سے لڑوں گا۔ پھر ان سے لڑوں گا پھر ان سے لڑوں گا۔ پھر کہا کہ مجھے امید ہے کہ اگر میں قتل نہ کیا گیا تو میں ان سے بار بار لڑائی کروں گا یا انہوں نے یہ کہا کہ میری خواہش ہوگی کہ میں قتل کیا جاؤں اور بار بار قتل کیا جاؤں۔ یہ دو روایتیں ہیں۔ پھر ان سے ان کے چچا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا کہ اَے بھتیجے! تم جو بھی نیزے چلاؤ اور جو ضرب بھی لگاؤ اس سے مقصود اللہ کی رضا ہو اور جان لو کہ تم بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والے ہو اور عنقریب اللہ کی طرف لوٹنے والے ہو اور دنیا سے لے کر آخرت تک تمہارے ساتھ سچائی کا قدم ہوگا جو تم نے اٹھایا ہوگا یا عمل صالح ہوگا جو تم نے کیا ہے۔

ہاشم نے کہا: چچا جان! آپؓ میری طرف سے اس بارے میں بالکل بے خوف رہیں۔ اگر میرا قیام و سفر، صبح شام کی نقل و حرکت، کوشش کرنا اور لشکر کشی کرنا اور اپنے نیزے سے زخم لگانا اور اپنی تلوار سے ضرب لگانا لوگوں کو دکھانے کیلئے ہو تو پھر مَیں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ یعنی کہ میرا ہر عمل تو اللہ کی خاطر ہوگا لوگوں کیلئے نہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے روانہ ہوئے اور حضرت ابوعُبَیدہؓ کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ ان کے پاس آ گئے۔ ان کے پہنچنے سے مسلمان خوش ہو گئے اور ایک دوسرے کو ان کی آمد کی خوشخبری سناتے۔

حضرت سعید بن عامر بن حِذْیَمؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکرؓ انہیں جہاد شام پر بھیجنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ یہ ایک اَور لشکر تیار کر رہے تھے۔ حضرت سعید کا خیال تھا کہ یہ ان کی سرکردگی میں جائے گا۔ بہر حال ان کو یہ خبر پہنچی لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے کچھ تاخیر کر دی اور کچھ دن ان سے ذکر کرنے سے رُکے رہے تو حضرت سعیدؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا اے ابوبکرؓ! اللہ کی قسم مجھے یہ خبر ملی تھی کہ آپؓ مجھے رومیوں کی جانب بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں مگر پھر مَیں نے دیکھا کہ آپؓ نے خاموشی اختیار کر لی۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بارے میں آپؓ کے دل میں کیا خیال آیا ہے اگر آپؓ میرے علاوہ کسی اَور کو امیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے ساتھ بھیج دیں۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی والی بات نہیں ہوگی۔ اور اگر آپ کسی کو بھی بھیجنا نہیں چاہتے تو میں جہاد کا شوق رکھتا ہوں آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں مسلمانوں سے جا ملوں۔ اللہ آپؓ پر رحم فرمائے۔ میرے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رومیوں نے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اَے سعید بن عامر! تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا تم پر رحم کرے۔ جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں تمہارا شمار تواضع اختیار کرنے والوں، صلہ رحمی کرنے والوں، صبح کے وقت تہجد ادا کرنے والوں اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔

تو حضرت سعیدؓ نے آپؓ سے عرض کیا کہ اللہ آپؓ پر رحم کرے اللہ کے مجھ پر اس سے بڑھ کر احسانات ہیں۔ اسی کا فضل اور احسان ہے۔ بخدا جہاں تک میں آپ کو جانتا ہوں آپ حق کو کھل کر بیان کرنے والے، انصاف کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہونے والے، مومنوں کے ساتھ بہت رحم کرنے والے، کافروں کے مقابلے میں انتہائی سخت ہیں۔ آپؓ عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں اور مال کی تقسیم کے وقت کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں فرمایا: بس کرو اے سعید! بس کرو۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ جاؤ اور جنگ پر جانے کی تیاری کرو۔ میں شام میں موجود مسلمانوں کی طرف ایک لشکر بھیجنے والا ہوں اور اس پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کریں۔ انہوں نے اعلان کیا۔ مسلمانو! حضرت سعید بن عامر بن حِذْیَمؓ کے ساتھ شام کی مہم کیلئے تیار ہو جاؤ۔ چند دن میں ان کے ساتھ سات سو افراد تیار ہو گئے اور جب حضرت سعیدؓ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اَے رسول اللہؐ کے خلیفہ! اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کیا تھا تا کہ میں اپنے نفس کا مالک رہوں اور نفع بخش چیز کے سلسلہ میں نقل و حرکت کروں تو آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے رب کی راہ میں جہاد کروں۔ مجھے بیٹھے رہنے سے جہاد زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میں نے تمہیں اسی کی خاطر آزاد کیا تھا اور میں تم سے اسکے بدلہ کسی قسم کی جزا اور شکریہ کا طلبگار نہیں ہوں۔ یہ زمین بہت وسیع ہے پس جس رستے کو تم پسند کرو اس پر چلو۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ اے صدیقؓ! شاید آپ نے میری اس بات کا بُرا منایا ہے اور آپؓ مجھ سے ناراض ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہیں بخدا! میں اس بات سے ناراض نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری خواہش کی وجہ سے اپنی خواہش کو ترک مت کرو کیونکہ تمہاری خواہش تمہیں اللہ کی اطاعت کی طرف بلاتی ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپؓ کے پاس رک جاتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اگر تمہاری خواہش جہاد کرنے کی ہے تو میں تمہیں ٹھہرنے کا حکم کبھی نہیں دوں گا۔ میں تمہیں صرف اذان کیلئے چاہتا ہوں اور اے بلالؓ! مجھے تمہاری جدائی سے وحشت محسوس ہوتی ہے لیکن ایسی جدائی ضروری ہے جس کے بعد قیامت تک ملاقات نہ ہوگی۔ اَے بلالؓ! تم عملِ صالح کرتے رہنا۔ یہ دنیا سے تمہارا زادِ راہ ہو، عملِ صالح اور جب تک تم زندہ رہو گے اس کی وجہ سے اللہ تمہارا ذکر باقی رکھے گا اور جب وفات پاؤ گے تو اس کا بہترین ثواب عطا کرے گا۔ حضرت بلالؓ نے آپؓ سے عرض کیا: اللہ آپؓ کو اس دوست اور بھائی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

بخدا! آپؓ نے جو ہمیں اللہ کی اطاعت پر صبر اور حق اور عمل صالح پر مداومت کا حکم فرمایا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے اذان نہیں دینا چاہتا۔

پھر حضرت سعید بن عامرؓ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی روانہ ہو گئے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 130 تا 132، عالم الکتب بیروت 1997ء)

یہ بھی درخواست کی کہ اگر صرف اذان کیلئے روکنا ہے تو میری خواہش یہی ہے کہ میں اذان نہ دوں کیونکہ دل

نہیں مانتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے اذان دوں۔اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس اَور لوگ جمع ہو گئے۔آپ نے حضرت معاویہؓ کو ان پر امیر بنایا اور انہیں ان کے بھائی حضرت یزیدؓ سے مل جانے کا حکم دیا۔ حضرت معاویہؓ روانہ ہو کر حضرت یزیدؓ سے جا ملے۔جب حضرت معاویہؓ کا گزر حضرت خالد بن سعیدؓ کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہو گیا۔

(تاریخ الطبری، جزء الثانی، صفحہ 333، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2012)

پھر حمزہ بن مالک ہمذانی ایک لشکر لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس لشکر کی تعداد ایک ہزار کے قریب یا اس سے بھی زیادہ تھی۔جب حضرت ابوبکرؓ نے ان کی تعداد اور تیاری دیکھی تو آپؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مسلمانوں پر اللہ کے اس احسان پر تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں۔اللہ ہمیشہ ان لوگوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کر کے ان کی راحت کے سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔اسکے ذریعہ مسلمانوں کی پشت کو مضبوط کرتا ہے اور ان کے دشمن کی پشت کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

پھر حمزہ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: کیا آپؓ کے علاوہ مجھ پر کوئی اَور بھی امیر ہو گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ہاں ہم نے تین امیر مقرر کیے ہیں تم ان میں سے جس کے ساتھ چاہو جا ملو۔پھر جب حمزہ مسلمانوں سے ملے اور ان سے دریافت کیا کہ ان امرا میں سے کون سا امیر سب سے افضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لحاظ سے سب سے بہترین ہے تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت ابوعُبَیدہؓ بن جراحؓ۔چنانچہ وہ ان سے جا ملے۔یہ بھی ان لوگوں کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہا میں اس کے ساتھ رہوں۔

جہادی وفود کے آنے کا سلسلہ مدینہ میں جاری رہا اور حضرت ابوبکرؓ انہیں مہمات پر روانہ کرتے رہتے۔دوسری طرف حضرت ابوعُبَیدہؓ برابر حضرت ابوبکرؓ کو لکھتے رہے۔رومی اور ان کے حاشیہ نشین قبائل مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بھاری تعداد میں اکٹھے ہو رہے ہیں اس لیے مجھے ارشاد فرمائیں کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ......جلد2، جزء1، صفحہ 133 تا136، عالم الکتب بیروت 1997ء)

حضرت ابوعُبَیدہؓ کے پے در پے خطوط کے نتیجہ میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قَسم! میں ضرور خالد بن ولیدؓ کے ذریعہ رومیوں کو ان کے شیطانی وسوسے بھلا دوں گا۔حضرت خالدؓ اس وقت عراق میں تھے جس وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو شام جانے اور وہاں اسلامی افواج کی امارت سنبھالنے کا حکم دیا تو حضرت ابوعُبَیدہؓ کو لکھا: اما بعد! میں نے شام میں دشمنوں سے جنگ کی قیادت خالد کو سونپ دی ہے۔تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ان کی بات سننا اور ان کے حکم کی تعمیل کرنا۔میں نے ان کو تمہارے اوپر اس لیے مقرر نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک ان سے افضل نہیں ہو لیکن میرے خیال میں جو جنگی مہارت انہیں حاصل ہے تمہیں نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے لیے خیر کا ہی ارادہ کرے۔والسلام۔(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ......جلد2، جزء1، صفحہ 148، عالم الکتب بیروت 1997ء)(تاریخ الخمیس، جلد3، صفحہ 220)

حضرت خالدؓ کی عراق سے شام کی طرف روانگی کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کا خط حضرت خالدؓ کو ملا تو اس کی مختلف روایات ہیں کہ وہ آٹھ سو یا چھ سو یا پانچ سو یا ہزاروں میں بھی ہیں، نو ہزار تک بھی ہے یا چھ ہزار کی بھی۔یہ جمعیت لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔کچھ روایتوں میں سینکڑوں میں بات آتی ہے، کچھ میں ہزاروں میں۔بہر حال وہ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔جب حضرت خالد بن ولیدؓ قُرَاقِر مقام پر پہنچے تو آپ نے وہاں کے لوگوں پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے صحرا کو عبور کرتے ہوئے انتہائی پُرصعوبت سفر طے کرنے کے بعد اپنا سیاہ رنگ کا جھنڈا لہراتے ہوئے دمشق کے قریب ثَنِیَّۃُ الْعُقَاب پہنچے۔

اسکے بارے میں، اس جھنڈے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا جس کا نام عُقَاب تھا۔اس جھنڈے کی وجہ سے اس گھاٹی کا نام بھی ثَنِیَّۃُ الْعُقَاب پڑ گیا۔

(ماخوذ الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 256-258، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)(حضرت ابوبکر صدیقؓ اکبر از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 350، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

اس کے بعد دمشق کے مشرقی دروازے سے ایک میل کے فاصلے پر حضرت خالدؓ نے ایک جگہ قیام فرمایا۔بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابوعُبَیدہؓ آپ کو یہیں ملے تھے اور دشمن کا محاصرہ اصل میں اسی روز شروع ہوا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت خالدؓ نے دمشق کے سامنے زیادہ دن تک قیام نہ کیا بلکہ آگے بڑھ کر قَنَاۃِ بُصْریٰ پہنچے۔جب حضرت خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کے ساتھ بُصْریٰ پہنچے تو تمام لشکر یہاں جمع ہو گئے اور سب نے یہاں کی جنگ میں انہیں اپنا امیر بنا لیا۔انہوں نے شہر کا محاصرہ کیا۔بعض کہتے ہیں کہ اس جنگ کے قائد حضرت یزید بن ابوسفیانؓ تھے کیونکہ یہ دمشق کی عملداری میں تھا جس کے وہ والی اور قائد تھے۔یہاں کے باشندوں نے اس پر صلح کی کہ مسلمانوں کو جزیہ دیں گے اور مسلمان ان کی جانوں اور ان کے اموال اور ان کی اولاد کو امان دیں گے۔

(فتوح البلدان للبلاذری، صفحہ 174، مترجم ابوالخیر مودودی، نفیس اکیڈمی لاہور 1986ء)(حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 351، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

پھر معرکۂ اَجْنَادَیْن یا اجنادِین ہے۔دونوں لکھے ہیں۔اسکے بارے میں لکھا ہے کہ فلسطین کے نواحی علاقوں میں سے یہ ایک معروف بستی کا نام ہے۔ (معجم البلدان، جلد1، صفحہ 129، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بُصریٰ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ، حضرت ابوعُبَیدہؓ، حضرت شرحبیلؓ اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ساتھ لے کر حضرت عمرو بن عاصؓ کی مدد کیلئے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔حضرت عمروؓ اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقوں میں مقیم تھے۔آپ اسلامی لشکروں سے آ کر ملنا چاہتے تھے مگر رومی لشکر ان کے تعاقب میں تھا اور اس کوشش میں تھا کہ انہیں جنگ پر مجبور کر دے۔رومیوں نے جب مسلمانوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اجنادین کی طرف ہٹ گئے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب اسلامی لشکروں کے متعلق سنا تو وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ اسلامی لشکروں سے جا ملے اور پھر سب اجنادین کے مقام پر جمع ہو گئے اور رومیوں کے سامنے صف آرا ہو گئے۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 346-347، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)(ماخوذ از الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیقؓ شخصیتہ وعصرہ للصلابی، صفحہ 312 دارالمعرفۃ)

دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اسکے مطابق اجنادین جانے سے قبل حضرت خالد بُصریٰ کی بجائے دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور حضرت ابوعُبَیدہؓ بھی ان کے ہمراہ تھے۔اس محاصرے کے دوران ہرقل نے اہلِ دمشق کی مدد کیلئے ایک لشکر بھی بھیجا تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی جھڑپ ہوئی تھی جو بعد میں دمشق کی فتح کے ذیل میں بیان ہو جائے گی۔ (ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 379-380، بک کارنر شوروم جہلم)

بہر حال دمشق کے محاصرے کے دوران حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعُبَیدہؓ کو معلوم ہوا کہ حِمْص کے حاکم نے ایک لشکر اکٹھا کیا ہے تا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کا راستہ کاٹے جو کہ اس وقت بُصریٰ میں تھے اور یہ کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر اجنادین کے مقام پر اترا ہے۔اس خبر نے حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعُبَیدہؓ کو پریشان کر دیا کیونکہ آپؓ اس وقت اہل دمشق سے جنگ میں مصروف تھے۔اس پر حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعُبَیدہؓ نے باہم مشورہ کیا۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے چلیں اور حضرت شرحبیلؓ تک پہنچ جائیں اس سے قبل کہ دشمن ان تک پہنچ جائے۔حضرت خالدؓ نے کہا کہ اگر ہم حضرت شرحبیلؓ کی طرف گئے تو اجنادین میں موجود رومی لشکر ہمارا پیچھا کرے گا اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ہم اسی بڑے لشکر کا قصد کریں جو کہ اجنادین میں موجود ہے اور حضرت شرحبیلؓ کی طرف پیغام بھیج دیں اور انہیں دشمن کی ان کی طرف ہونے والی حرکت سے آگاہ کر دیں اور انہیں کہیں کہ وہ اجنادین میں ہمارے ساتھ آ ملیں۔اسی طرح ہم حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اور حضرت عمروؓ کو بھی کہلا بھیجیں کہ وہ ہم سے اجنادین میں آ کر مل جائیں پھر ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔اس پر حضرت ابوعُبَیدہؓ نے کہا کہ یہ رائے بہت عمدہ ہے اللہ اس میں برکت رکھے۔اس پر عمل کریں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوعُبَیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ہمارا لشکر شام میں متفرق مقامات پر منتشر ہے۔لہٰذا ان تمام کو خط لکھا جائے کہ وہ ہمیں اجنادین کے مقام پر آ کر ملیں چنانچہ جب حضرت خالدؓ نے دمشق سے اجنادین کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو تمام امرا کو خط لکھ کر اجنادین میں جمع ہونے کا ارشاد فرمایا۔حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعُبَیدہؓ بھی لوگوں کو لے کر دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین والوں کی طرف سرعت کے ساتھ نکل پڑے۔حضرت ابوعُبَیدہؓ لشکر کے پچھلے حصہ میں تھے۔اہلِ دمشق نے تعاقب کر کے حضرت ابوعُبَیدہؓ کو جا لیا اور ان کا گھیراؤ کر لیا۔آپ دو سو آدمیوں کے ساتھ تھے۔دراصل یہ عورتوں بچوں اور مال و اسباب پر مشتمل قافلہ تھا۔ایک روایت کے مطابق ان کی نگرانی اور حفاظت کیلئے ایک ہزار سوار بھی موجود تھے۔جبکہ اہلِ دمشق بہت بڑی تعداد میں تھے۔بہر حال حضرت ابوعُبَیدہؓ نے ان سے شدید لڑائی کی۔جب اس کی اطلاع حضرت خالدؓ تک پہنچی جو کہ سواروں کے ساتھ لشکر کے اگلے حصہ میں تھے تو آپؓ واپس لوٹے اور آپؓ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی لوٹے۔پھر سواروں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں ایک دوسرے پر گراتے ہوئے تین میل تک پیچھے دھکیل دیا یہاں تک کہ وہ واپس دمشق میں داخل ہو گئے۔دوسری طرف اجنادین میں مقیم رومی فوج نے اپنے دوسرے لشکر کی جانب خط روانہ کیا اور انہیں بھی اجنادین آنے کی ہدایت کی۔رومیوں کا یہ لشکر حضرت شرحبیلؓ پر حملہ کی غرض سے بُصریٰ کی طرف جا رہا تھا چنانچہ وہ لشکر بھی اجنادین آ گیا۔اسی طرح حضرت خالدؓ کی ہدایت پر تمام اسلامی لشکر بھی اجنادین میں جمع ہو گئے۔(ماخوذ از تاریخ الخمیس، جلد3، صفحہ 228 تا230، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)(مردان عرب، صفحہ 216، 214)

رومی سپہ سالار نے مسلمانوں کو کچھ دے دلا کر واپس بھیجنا چاہا کیونکہ ایرانیوں کی طرح اسکا بھی یہی خیال تھا کہ یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں۔اپنے غریب ملک سے لوٹ مار کیلئے نکلے ہیں۔وہ صدیوں کے غیر متمدن جاہل مفلس اور بے سرو سامان صحرا نشین عربوں سے کسی اعلیٰ مقصد کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔چنانچہ حضرت خالدؓ کو ایک پیشکش کی کہ اگر وہ اور ان کی فوج واپس چلے جائیں تو ہر سپاہی کو ایک دستار ایک جوڑا کپڑا اور ایک طلائی دینار دیا جائے گا۔سپہ سالار کو دس جوڑے کپڑے اور ایک سو طلائی دینار اور خلیفہ کو ایک سو جوڑے کپڑے اور ایک ہزار دینار۔تو یہ انہوں نے کہا کہ یہ ڈاکو لٹیرے ہیں۔ان کو اتنا دو اور رخصت کر دو۔حضرت خالدؓ نے یہ سنا تو یہ پیشکش بڑی حقارت سے ٹھکرا دی اور انتہائی سخت الفاظ میں کہا کہ رومیو! ہم تمہاری خیرات کو حقارت سے ٹھکراتے ہیں کیونکہ جلد ہی ہم تمہارے مال و دولت، تمہارے کنبوں اور تمہاری ذاتوں کے مالک بن جائیں گے۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 156-157، البدر پبلیکیشنز لاہور)

ارشاد باری تعالیٰ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(سورۃ الاحزاب:24)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔

طالب دعا : بی۔ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ:239)

ترجمہ: (اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامارِیڈی)

جب دونوں لشکر قریب ہوگئے تو رومیوں کے ایک سردار نے ایک عربی شخص کو بلا کر کہا کہ تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عربی مسلمان نہیں تھا اور ان میں ایک دن رات ٹھہرو۔ پھر میرے پاس ان کی خبریں لاؤ۔ وہ شخص لوگوں میں جا گھسا۔ عربی شخص ہونے کی وجہ سے کسی نے اسکو اجنبی نہ سمجھا وہ مسلمانوں کے درمیان ایک دن اور ایک رات مقیم رہا۔ پھر جب رومی سردار کے پاس واپس آیا تو اس نے پوچھا: کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا خبر کا پوچھتے ہو تو پھر خبر یہ ہے کہ رات کو یہ عبادت گزار ہیں، رات کی عبادت کرنے والے ہیں اور دن کو شہسوار۔ اپنے درمیان انصاف کو قائم رکھنے کی خاطر اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو اسکا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر زنا کرے تو اسکو سنگسار کر دیتے ہیں۔

رومی سردار نے اسے کہا کہ اگر تم مجھ سے سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی نسبت زمین کے اندر سما جانا بہتر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ پر بس اتنی عنایت کرے کہ مجھے اور انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے نہ ان کے خلاف میری مدد کرے اور نہ ہی میرے خلاف ان کی۔ (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 347، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) تاریخ طبری میں یہ لکھا ہے۔

بہرحال صبح کے وقت لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تو حضرت خالدؓ نکلے اور لشکر کو ترتیب دیا۔ حضرت خالدؓ لوگوں کے درمیان انہیں جہاد کی ترغیب دلاتے ہوئے چلتے جاتے تھے اور ایک جگہ نہ رکتے تھے اور آپ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مضبوطی سے ڈٹی رہیں اور لوگوں کے پیچھے کھڑی ہو جائیں۔ اللہ کو پکاریں اور اسی سے فریاد کرتی رہیں اور جب کبھی مسلمانوں میں سے کوئی آدمی ان کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بچوں کو ان کی طرف بلند کریں اور ان سے کہیں کہ اپنی اولاد اور عورتوں کو بچانے کیلئے جنگ کرو۔ حضرت خالدؓ ہر دستے کے پاس ٹھہرتے اور فرماتے: اے اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کے راستے میں اور ان لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اللہ کا انکار کیا ہے اور اپنی ایڑیوں کے بل پھر نہ جانا اور تم اپنے دشمن سے مرعوب نہ ہونا بلکہ شیروں کی طرح پیش قدمی کرو یہاں تک کہ رعب چھٹ جائے اور تم آزاد معزز لوگ ہو۔ تمہیں دنیا بھی دی گئی ہے اور آخرت کا بدلہ بھی تمہارے لیے اللہ کے ذمہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ دشمن کی کثرت جو تم دیکھ رہے ہو تمہیں خوف میں مبتلا نہ کرے۔ یقیناً اللہ اپنا عذاب اور سزا نازل کرنے والا ہے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب میں حملہ کروں تو تم بھی حملہ کر دینا۔ (ماخوذ از تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 230-231، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اسکے بعد دونوں لشکروں میں شدید لڑائی ہوئی۔ حضرت سعید بن زید نے مسلمانوں کو اس طرح نصیحت کر کے جوش دلایا کہ اَے لوگو! اللہ کے سامنے اپنی موت کو یاد رکھو اور جنگ سے بھاگ کر جہنم کے مستحق مت بنو۔ اے دین کی حفاظت کرنے والو! اور اے قرآن کی تلاوت کرنے والو! صبر سے کام لو، صبر سے! جب جنگ ہوئی اور سخت جنگ ہوئی تو رومیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ جب اپنے مقام پر پہنچ گئے تو وَرْدَان نے اپنی قوم کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اگر یہی حالت رہی تو یہ ملک و دولت تم سے چلی جائے گی۔ بہتر ہے کہ اب بھی اپنے دلوں کے زنگ کو دھو ڈالو۔ ہمارے دلوں میں خیال تک نہیں گزرا تھا کہ یہ چرواہے اور یہ بھوکے ننگے غلام عرب ہم سے لڑیں گے۔ ان کو قحط و خشک سالی نے ہماری طرف روانہ کیا اور اب انہوں نے یہاں آ کر پھل کھائے، میوے کھائے، جَو کی جگہ گندم کی روٹی مل گئی۔ سرکہ کی جگہ شہد کھا رہے ہیں۔ انجیر، انگور اور عمدہ اشیاء سے لطف اٹھا رہے ہیں۔ پھر اس نے کچھ سرداروں سے رائے طلب کی تو ایک سردار نے یہ مشورہ دیا کہ اگر مسلمانوں کو شکست دینا چاہتے ہو تو ان کے امیر کو کسی حیلے اور بہانے سے دھوکے سے بلا کر قتل کر دو تو باقی سب لوگ بھاگ جائیں گے۔

تم پہلے قوم کے دس سپاہیوں کو بھیجو کہ وہ گھات لگا کر بیٹھ جائیں اور پھر مسلمانوں کے امیر کو اکیلے گفتگو اور مذاکرات کیلئے بلاؤ۔ جب وہ بات چیت کی غرض سے آئے تو گھات لگائے ہوئے سپاہی دھاوا بول کر اسے قتل کر دیں۔

چنانچہ رومیوں کے امیر نے ایک فصیح و بلیغ شخص کو حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا۔ قاصد جب مسلمانوں کے پاس پہنچا تو زور سے آواز دی کہ اے عرب! کیا خونریزی اور اس قتل پر بس نہیں کرتے ہو۔ ہم نے صلح کی ایک تجویز سوچی ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تمہارا سردار مجھ سے گفتگو کیلئے آگے آ جائے۔ حضرت خالدؓ آگے آئے اور اسے کہا کہ تُو جو پیغام لایا ہے اسے بیان کر مگر سچائی کو مدنظر رکھنا۔ اس نے کہا کہ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا امیر خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اب تک جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کو اس پر غم ہے۔ اس لیے ان کی یہ رائے ہے کہ تم لوگوں کو کچھ مال دے کر ایک معاہدہ کریں تا کہ جنگ بندی ہو جائے۔ دورانِ گفتگو اللہ تعالیٰ نے جو قاصد آیا تھا اسکے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ اس نے حضرت خالدؓ سے اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے بدلے اپنے سردار کا پورا منصوبہ حضرت خالدؓ کے سامنے بیان کر دیا۔ سارا منصوبہ جو اس کو پتہ تھا کہ کس طرح چھپ کر حضرت خالدؓ پہ حملہ کرنا ہے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے غداری نہیں کی تو میں تجھے اور تیرے اہل و عیال کو امان دیتا ہوں۔ پھر وہ واپس چلا گیا اور اپنے سردار کو جا کر بتایا کہ حضرت خالدؓ ان سے بات چیت کیلئے تیار ہیں۔ وہ بہت خوش ہوا اور جو جگہ بات چیت کیلئے معین کی گئی تھی وہاں اپنے دس سپاہیوں کو ایک ٹیلے کے پیچھے چھپا کر گھات لگانے کا حکم دیا۔ حضرت خالدؓ جیسا کہ اس نے بتا دیا تھا اسکے منصوبے کو جان چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت ضرارؓ سمیت دس مسلمانوں کو اس مقام کی طرف بھیجا جہاں دشمن گھات لگائے ہوئے تھا۔ مسلمانوں نے اس جگہ پہنچ کر رومی سپاہیوں کو جا لیا اور سب کو قتل کر کے خود ان کی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت خالدؓ رومیوں کے امیر سے بات چیت کیلئے چلے گئے۔ دونوں طرف کی فوجیں بالکل ایک دوسرے کے مقابل تیار کھڑی تھیں۔ رومی امیر بھی وہاں پہنچ گیا۔ حضرت خالدؓ نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم اسلام قبول کر لو تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے ورنہ جزیہ دو یا لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ۔

رومی امیر کو گھات لگائے ہوئے سپاہیوں پر بھروسا تھا۔ چنانچہ وہ ایک دم حضرت خالدؓ پر تلوار سے حملہ آور ہوا اور آپ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا۔ حضرت خالدؓ نے بھی اس پر حملہ کیا۔ رومی امیر نے اپنے آدمیوں کو آواز دی کہ جلدی دوڑو، مَیں نے مسلمانوں کے امیر کو پکڑ لیا ہے۔ ٹیلے کے پیچھے سے صحابہ کرامؓ نے یہ آواز سنی تو تلواریں سونت کر اسکی طرف لپکے۔ وَرْدَان پہلے تو یہ سمجھا کہ یہ میرے آدمی ہیں مگر جب حضرت ضِرارؓ پر نظر پڑی تو بدحواس ہو گیا اس کے بعد حضرت ضِرارؓ اور دوسرے سپاہیوں نے مل کر اسکا کام تمام کر دیا۔ جب رومیوں کو اپنے امیر کی موت کی خبر ہوئی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

(ماخوذ از فتوحات شام از مولانا فضل محمد یوسف زئی، صفحہ 97 تا 104، مکتبہ ایمان و یقین 2011ء)

اسکے بعد لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ رومیوں کے ایک اَور سردار نے مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھا تو اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے سر کو کپڑے سے باندھ دو۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ آج کا دن بڑا منحوس ہے میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے اسکا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 347، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

اس جنگ میں رومیوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ (فتوح البلدان لامام ابی الحسن البلاذری، صفحہ 74، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء) مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار۔ (الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق شخصیتہ و عصرہ للدکتور علی محمد الصلابی، صفحہ 312، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء) اور ایک روایت کے مطابق پینتیس ہزار تھی۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 805، البدر پبلیکیشنز لاہور 2000ء) اس جنگ میں تین ہزار رومی مارے گئے اور ان کا شکست خوردہ لشکر دیگر کئی شہروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ (تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 231، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اَجْنَادَین کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایک خط کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی۔ اس کا متن اس طرح ہے کہ السلام علیکم۔ میں آپ کو خبر دے رہا ہوں کہ ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی اور انہوں نے ہمارے مقابلے میں بڑے بڑے لشکر اجنادین میں جمع کر رکھے تھے۔ انہوں نے اپنی صلیبیں بلند کی ہوئی تھیں اور کتابیں اٹھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا رکھی تھی کہ وہ فرار اختیار نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمیں فنا کر دیں یا ہمیں اپنے شہروں سے نکال باہر کریں اور ہم بھی اللہ پر پختہ یقین اور اس پر توکّل کرتے ہوئے نکلے۔ پھر ہم نے کسی قدر ان پر نیزوں سے وار کیا پھر ہم نے تلواریں نکالیں اور ان کے ذریعہ دشمن پر اتنی دیر تک ضربیں لگائیں جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

پھر اللہ نے اپنی مدد نازل کی اور اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کافروں کو شکست دی اور ہم نے انہیں ہر کشادہ راستے، ہر گھاٹی اور ہر نشیبی جگہ پر موت کے گھاٹ اتارا۔ اپنے دین کو غلبہ عطا کرنے اور اپنے دشمن کو ذلیل کرنے اور اپنے دوستوں سے عمدہ سلوک کرنے پر تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ جب یہ خط حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پڑھا گیا تو اس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ آپؓ کو اس فتح نے خوش کر دیا اور آپؓ نے فرمایا الحمدللہ! تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مسلمانوں کی مدد کی اور اس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

(تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 231-232، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اَجْنَادَین کی جنگ کے بارے میں یہ بھی ابہام ہے کہ یہ کب ہوئی؟ بعض کے نزدیک تو یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اس بارے میں جو ایک وضاحت ہے یہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ کب ہوئی؟ تو مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ جنگ تیرہ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے چوبیس دن یا بیس دن یا چونتیس دن پہلے لڑی گئی۔ (تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 232، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء) (فتوح البلدان لامام ابی الحسن البلاذری، صفحہ 74، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

اور بعض مؤرخین کے زمانے میں یہ جنگ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں پندرہ ہجری میں لڑی گئی۔

(الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 266، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہرحال ہمارے جو تحقیق کرنے والے ہیں ان کی جو تحقیق ہے اور ان کا یہ خیال ہے اور یہ خیال صحیح لگتا ہے کہ غالب امکان یہی ہے کہ اجنادین کے مقام پر دو مرتبہ جنگ ہوئی ہو۔ پہلی بار حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں اور دوسری بار حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں، کیونکہ بعض کتب تاریخ میں دونوں مواقع پر اسلامی افواج الگ الگ بیان ہوئی ہیں۔ تیرہ ہجری میں ہونے والی جنگ کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ تھے اور پندرہ ہجری میں ہونے والی جنگ کے سپہ سالار حضرت عمرو بن عاصؓ تھے۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے، واللہ اعلم۔

فتح دمشق کے بارے میں تفصیلات ہیں۔ وہ ان شاء اللہ آئندہ۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریق پر قرض ادا کرتا ہے

(صحیح مسلم، کتاب المساقات)

طالبِ دُعا: نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مَیں اپنے بندوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ و یحذرکم اللہ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

مکی زندگی پر ایک سرسری نظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پہلے دور یعنی قبل از بعثت زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے جو قلت واقعات کی شکایت ہم نے بیان کی تھی وہ آپؐ کی زندگی کے دُوسرے دَور میں بھی پوری طرح دُور نہیں ہوئی۔ یہ دُرست ہے کہ ماموریت کے دعویٰ کے بعد ایسے لوگ موجود تھے جن کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک نمونہ کا حکم رکھتی تھی اور جو آپؐ کی تمام حرکات وسکنات کو غور کی نظر سے مطالعہ کرتے تھے اور ہر وقت آپؐ کی صحبت میں رہنے کے خواہشمند تھے مگر جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں قریش کے مظالم نے مکہ میں مسلمانوں کو کبھی بھی اکٹھا نہیں ہونے دیا اور کبھی بھی ان کو اتنی فرصت اور موقع نہیں دیا کہ وہ اپنے آقا کی صحبت میں رہ کر اس کی زندگی کے تمام حالات کو آنے والی نسلوں کیلئے بالتفصیل محفوظ کردیں۔ بااین ہمہ بعثت سے قبل اور بعد کی زندگی کے حالات میں ایک بہت نمایاں فرق نظر آتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مدنی زندگی کے حالات میں یہ فرق بہت ہی نمایاں ہوجائے گا کیونکہ مدینہ میں صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے اور آپؐ کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے کا ہر وقت موقع ملتا تھا اور انہوں نے بھی جس تفصیل اور بسط کے ساتھ اس زمانہ کے متعلق آپؐ کے سوانح کو ہم تک پہنچایا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ دُنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں انبیاء گذرے ہوں گے مگر جس تفصیل اور بسط کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات تاریخ وحدیث میں محفوظ ہیں اس کا عشرِ عشیر بھی کسی دوسرے نبی کے متعلق میسّر نہیں۔ خدا ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی مقدس جماعت پر جس کے طفیل آج بھی جب کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا عرصہ آپؐ کی وفات پر گذر چکا ہے آپؐ کی جیتی جاگتی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور ہم اپنی زندگی کے ہر قدم پر آپؐ کے پاک نمونہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قیامِ مکّہ اور سنین نبوی وہجری

بعثت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قریباً تیرہ سال ٹھہرے۔ بعض روایات میں دس سال بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بھی ایک لحاظ سے دُرست ہے کیونکہ ابتداءِ وحی کے بعد آپؐ نے تین سال تک اپنے مشن کو مخفی رکھا تھا۔ پس اگر ان تین سالوں کو نکال دیں تو باقی دس سال ہی رہ جاتے ہیں۔ بہرحال یہ مسلم ہے کہ ہجرت کے وقت آپؐ کی عمر ترپن سال کی تھی۔

ظہور اسلام سے پہلے قریش میں سنہ تاریخ عموماً عام الفیل کے حساب سے شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ مؤرخین بھی بعثت نبوی سے پہلے کے واقعات کی تاریخ بتانے کیلئے عموماً عام الفیل کا حوالہ دیتے ہیں لیکن بعثت سے بعد کے واقعات کا سنہ بعثتِ نبوی سے شمار کیا جاتا ہے مگر یہ سنہ بھی صرف تیرہ سال یعنی ہجرت تک چلتا ہے۔ اس کے بعد سے مستقل طور پر سنہ ہجری شروع ہوتا ہے۔ جس کی تجویز اور تعیین ابتداءً حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوئی تھی۔

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ بعثت نبوی عام الفیل کے چالیسویں سال ماہِ رمضان میں ہوئی تھی اور چونکہ رمضان عربی مہینوں میں نواں مہینہ ہے اس لیے بعثتِ نبوی کا پہلا سال صرف چند ایام اور تین ماہ یعنی بقیہ رمضان اور شوال، ذیقعد اور ذی الحجہ کا شمار ہوتا ہے اور چونکہ ہجرتِ نبوی 14 نبوی ابتداء ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی تھی، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد از بعثت مکّی قیام دراصل صرف بارہ سال پانچ ماہ اور چند ایام کا بنتا ہے۔ ہاں اگر رؤیا صالحہ کا زمانہ یعنی ابتدائی چند ماہ بھی زمانۂ نبوت میں شمار کر لیے جاویں تو یہ کل عرصہ قریباً تیرہ سال کا ہوجاتا ہے۔

نزولِ وحی کی کیفیت

کلامِ الٰہی کے نزول کی کیفیت اور اسکے نزول کے وقت مُنَزَّل عَلَیۡہِ کے قلب کی حالت کو حقیقی طور پر سمجھنا تو صرف اسی شخص کا کام ہے جو اس کوچہ سے آشنا ہو۔ تاہم جو اجمالی نقشہ قرآن شریف اور حدیث میں بیان ہوا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِيَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ یعنی ’’نہیں کلام کرتا اللہ کسی بندے سے مگر وحی کے طریق پر یا کسی پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیجتا ہے جو القاء کرتا ہے بندہ پر اللہ کے اذن سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بلند اور حکمت والا ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی کے تین طریق بتائے ہیں: اوّل۔ وحی یعنی براہِ راست لفظی کلام جس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (الف) یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الفاظ براہِ راست انسان کے کانوں میں پہنچیں۔ وحی کی یہ صورت عموماً سب سے زیادہ بارُعب اور شاندار ہوتی ہے۔ (ب) یہ کہ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الفاظ جاری کیے جائیں۔ ان دونوں طریقوں کو اسلامی اصطلاح میں وحیؔ کہتے ہیں۔

دوسرے۔ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ یعنی کسی تحریر کے سامنے آجانے یا کشف یا خواب یا قلبی القاء وغیرہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر بندہ پر ظاہر ہو۔

تیسرے۔ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی فرشتہ وغیرہ بندہ کے پاس آوے اور خدا کی طرف سے اس کے ساتھ کلام کرے۔

اسی کے مطابق حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسُول اللہ آپؐ کے پاس وحی کِس طرح آتی ہے؟ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اَحۡيَانًا يَأۡتِيۡنِيۡ مِثۡلَ صَلۡصَلَةِ الۡجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيَفۡصِمُ عَنِّيۡ وَقَدۡ وَعَيۡتُ عَنۡهُ مَا قَالَ وَاَحۡيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الۡمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيۡ فَاَعِيۡ مَا يَقُوۡلُ یعنی ’’کبھی تو میرے پاس وحی آتی ہے گھنٹی کی جھنکار کی طرح (تاکہ ٹیلیفون کی طرح پہلے الارم بجا کر ہوشیار اور متوجہ کیا جائے) اور یہ طرز وحی کی (بوجہ خدائی کلام کی براہِ راست حامِل ہونے کے) مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے۔ پھر بعد اسکے کہ مَیں اس کا کلام خوب محفوظ کر چکا ہوتا ہوں یہ آواز مجھ سے جُدا ہوجاتی ہے اور کبھی کوئی فرشتہ میرے پاس انسان کی صُورت اختیار کرکے آتا ہے اور مُجھ سے کلام کرتا ہے سو میں اس کی بات کو بھی محفوظ کر لیتا ہوں۔‘‘

اس حدیث میں مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ والی صورت نہیں بیان کی گئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صورت جو رؤیا وغیرہ سے تعلق رکھتی ہے ایک نسبتاً عام صورت ہے اور اکثر لوگ علیٰ قدرِ مراتب اس کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں بمقابلہ باقی دو صورتوں کے جن کا حلقہ صرف رسولوں اور خاص خاص لوگوں تک محدود ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ الٰہی کی بڑی اقسام تین ہیں مگر یہ کہ یہ تینوں قسمیں پھر آگے بہت سی ماتحت اقسام میں منقسم ہیں جن کا موٹا نقشہ حسب ذیل صورت میں سمجھا جاسکتا ہے۔

اوّل: کلام بصورت وحی یعنی براہِ راست لفظی کلام۔ جس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(الف) کلامِ الٰہی کا براہِ راست انسانی کانوں تک پہنچنا جو کئی طریق پر ہوسکتا ہے۔

(ب) خدائی تصرف کے ماتحت خود انسان کی زبان پر کوئی کلام جاری ہونا۔ یہ ہر دو صورتیں یقظہ اور نوم ہر دو حالتوں میں ممکن ہیں۔

دوم: کلام بواسطہ ارسالِ رُسل یعنی خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ وغیرہ انسان کے سامنے نمودار ہوکر اس کے ساتھ خدائی منشاء کے ماتحت کلام کرے۔ یہ بھی کئی صورتوں میں ہوسکتا ہے اور یقظہ اور نوم ہر دو حالتوں میں ممکن ہے۔

سوم: کلام پس پردہ یعنی نہ تو خدا کا براہِ راست کلام ہو اور نہ ہی کسی فرشتہ کا براہ راست واسطہ اختیار کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کسی پَردے کے پیچھے رہ کر کسی رنگ میں اپنے منشاء کا اظہار فرماوے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

(الف) کشف یعنی عین بیداری یا نیم بیداری میں خدائی تصرف کے ماتحت کوئی نقشہ دکھایا جانا۔ خواہ وہ نقشہ اصل حالت کا مظہر ہو یا قابلِ تعبیر ہو۔ یہ حالت یقظہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور حواس ظاہری کے تعطّل اور عدم تعطّل ہر دو حالتوں میں ممکن ہے یعنی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ ظاہری حواس بھی کام کررہے ہوتے ہیں اور اسی حالت میں باطنی حواس میں ایک بیداری پیدا ہو کر کوئی نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور بعض اوقات ایک آنِ واحد کیلئے ظاہری حواس معطل ہوکر حواس باطنی کو جگہ دے دیتے ہیں۔

(ب) رؤیا یا خواب جس کی کیفیت سے اکثر لوگ واقف ہیں جو نیند کی حالت میں دکھائی جاتی ہے اور بالعموم تعبیر طلب ہوتی ہے۔

(ج) کسی تحریر کا آنکھوں کے سامنے پھر جانا۔ جو یقظہ اور نوم ہر دو حالتوں میں ممکن ہے۔

مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ ایک وحی خفی بھی ہوتی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات انسان کے دل میں ڈالا جانا مگر اسکا پہچاننا خاص مشق چاہتا ہے۔

یہ صرف ایک موٹا اور سرسری نقشہ ہے ورنہ درحقیقت کلام الٰہی کی صورتیں بہت ہیں اور بسا اوقات ایک سے زیادہ قسمیں ایک ہی وقت میں جمع بھی ہوجاتی ہیں۔

نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حالت ہوتی تھی اسکے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لَقَدۡ رَأَيۡتُهٗ يَنۡزِلُ عَلَيۡهِ الۡوَحۡيُ فِي الۡيَوۡمِ الشَّدِيۡدِ الۡبَرۡدِ فَيَفۡصِمُ عَنۡهُ وَاِنَّ جَبِيۡنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ’’یعنی میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات سخت سردی کا دن ہوتا تھا، لیکن جب آپؐ پر وحی اُترتی تھی تو پسینہ آپؐ کی پیشانی سے پھُوٹ پھُوٹ کر بہتا تھا۔‘‘

پھر زید بن ثابتؓ جو آپؐ کے کاتبِ وحی تھے روایت کرتے ہیں کہ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيۡ فَثَقُلَتۡ عَلَيَّ حَتّٰى خِفۡتُ اَنۡ تَرُضَّ فَخِذِيۡ ثُمَّ سُرِّيَ عَنۡهُ ’’یعنی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی کہ آپؐ پر وحی کی حالت طاری ہوئی اس وقت آپؐ کی ران مجھے اس قدر بوجھل محسوس ہوتی تھی کہ میں ڈر گیا کہ کہیں میری ران بوجھ سے ٹوٹ نہ جاوے۔ پھر اسکے بعد آپؐ کی یہ حالت جاتی رہی۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کے نزول کے وقت چونکہ روحانی حسّیں بیدار ہوکر بہت تیز ہوجاتی ہیں اس لیے عموماً انسان کی جسمانی طاقت معطّل ہوجاتی ہے اور جسم مُردہ کی طرح بے سہارا ہوکر گر جاتا ہے۔

اِس جگہ اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے جو بعض ناواقف اور سادہ مزاج لوگوں کے دل میں پیدا ہوا کرتا ہے کہ خدا بولتا کس طرح ہے؟ یعنی کیا خدا کی کوئی زبان ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے؟ اسکے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ہستی کے حالات اور صفات کے مطابق اسکی طاقتوں کا اظہار ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی چونکہ نہایت لطیف اور غیر مادی اور غیر محدود اور وراء الوراء ہستی ہے اس لیے انسان کے حالات پر جو مادی بھی ہے اور مخلوق بھی اور محدود بھی اس کا قیاس ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس یہ ایک انتہائی درجہ جہالت کا خیال ہوگا اگر یہ سمجھا جاوے کہ چونکہ انسان کو کلام کرنے کیلئے ایک گوشت کے لوتھڑے کی ضرورت ہے اس لیے خدا کی بھی کوئی ایسی زبان ہونی چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح خدا اپنی دوسری لاتعداد طاقتوں کو کام میں لاتا ہے اسی طرح وہ بولتا بھی ہے مگر بغیر ظاہری زبان کے اور سُنتا بھی ہے مگر بغیر ظاہری کانوں کے اور دیکھتا بھی ہے مگر بغیر ظاہری آنکھوں کے۔ بے شک اس کی ہستی کو محسوس کرنا انسانی عقل سے بالا نہیں مگر اس کی ہستی کی کُنہ کو سمجھنا یقیناً عقلِ انسانی سے بالا و برتر ہے۔ ایک گراموفون کو ہی دیکھو۔ کیا انسان کی طرح اس کی بھی کوئی زبان ہے جس سے وہ بولتا ہے؟ پس جب مخلوق اور ادنیٰ چیزوں میں اس قدر اختلاف موجود ہے تو خدا جیسی خالق و مالک، اوّل و آخر، ازلی و ابدی، لطیف وغیر محدود وقادرِ مطلق ہستی کو انسان پر قیاس کرنا کِس قدر جہالت کا فعل ہوگا۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 244 تا 249، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(749) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں نماز جنازہ خود حضور ہی پڑھاتے تھے۔ حالانکہ عام نمازیں حضرت مولوی نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نماز تو مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعودؑ آگے بڑھ جاتے تھے اور جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے جتنے بچے فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ حضرت مولوی صاحب نے خود ہی پڑھائی حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شامل نماز ہوتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کی وجہ مَیں اچھی طرح سمجھا نہیں۔ شاید کبھی حضرت صاحب نے خود مولوی صاحب سے ایسا فرمایا ہو یا شاید یہ وجہ ہو کہ چونکہ حضرت صاحب بہت رقیق القلب تھے اور نماز جنازہ میں امام کے دل پر خاص اثر پڑتا ہے اس لئے حضرت خلیفہ اوّلؓ اپنے بچوں کے تعلق میں حضرت صاحب کو کوئی جذباتی صدمہ پہنچانا پسند نہ فرماتے ہوں خصوصاً جبکہ آپ جانتے تھے کہ مومنوں کے معصوم بچے بہرحال جنتی ہوتے ہیں۔

(750) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں اس کے غناءِ ذاتی کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اسی ذکر میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ بدر کی جنگ میں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا حد درجہ کو پہنچا دی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وعدہ ہے تو پھر آپ اس قدر مضطرب کیوں ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ بات یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ابوبکر کی معرفت سے بہت زیادہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کی صفتِ غناءِ ذاتی کے بہت زیادہ عارف تھے۔ مگر ابوبکرؓ کو صرف خدا کے ظاہری وعدہ کا خیال تھا۔ اس لئے جہاں ابوبکر کو خدائی وعدہ کی وجہ سے تسلّی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود تسلی یافتہ ہونے کے خدا کے غناءِ ذاتی کے خیال سے بھی خائف تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فارسی شعر ہے جس کا ایک مصرع یہ ہے اور کیا خوب مصرع ہے کہ ’’ہر کہ عارف تر اَست ترساں تر‘‘

(751) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1906ء یا 07ء کا واقعہ ہے کہ آریوں کا ایک اخبار ’’شبھ چنتک‘‘ قادیان سے شائع ہوتا تھا اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کثرت کے ساتھ دل آزار مضامین شائع ہوتے تھے۔ ہمیں اس اخبار کو پڑھ کر از حد غصہ آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے۔ ہم خود جواب لکھیں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے رسالہ ’’قادیان کے آریہ اور ہم‘‘ تالیف فرمایا۔ اس رسالہ میں اپنے نشانات پیش کر کے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت کو چیلنج دیا کہ وہ میرے ان نشانات کے گواہ ہیں۔ اگر یہ نشانات برحق نہیں تو حلفیہ انکار کر کے اشتہار شائع کریں۔ پھر دیکھو کہ عذاب الٰہی کس طرح ان پر مسلط ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ممکن ہے کہ یہ لوگ حق کو ٹالنے کیلئے بغیر الفاظ مباہلہ یا قَسم کے ایسا اشتہار دیدیں۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ مؤکد بعذاب قسم کے ساتھ انکار کر کے کوئی اشتہار شائع کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے ان دونوں (یعنی لالہ ملاوامل و لالہ شرمپت کو) اولاد بھی دی ہوئی ہے اس لئے کہ اگر یہ قسم کھا کر اشتہار دیں گے تو ان کی اولاد پر بھی عذاب نازل ہوگا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اخبار شبھ چنتک اپنی گندہ دہنی میں انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور چند دن کے اندر اندر اسکا سارا عملہ طاعون کا شکار ہو گیا۔ ان لوگوں کے نام اچھر چند اور سومراج وغیرہ تھے۔

(752) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1906ء کے قریب شیخ عبدالرشید صاحب سوداگر چرم بٹالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے باپ نے مجھے عاق کر دیا ہے یا کر دینے والا ہے جس سے مَیں محروم الارث ہو جاؤنگا۔ حضور نے شیخ صاحب موصوف کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ گھبراؤ مت۔ مجھے دُعا کیلئے یاد دلاتے رہو۔ خدا بہتر سامان کر دے گا۔ چنانچہ ہفتہ عشرہ کے بعد بٹالہ سے خبر آئی کہ شیخ صاحب کا باپ مر گیا ہے۔

(753) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر جہلمی ثم افریقوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بیعت کا موجب ایک مولوی صاحب ہوئے جو لاہور انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسہ پر پنڈال سے باہر وعظ کر رہے تھے۔ وہ قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر حلفیہ طور پر بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) کوڑھی ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ وہ (نعوذ باللہ) نبیوں کی ہتک کرتے تھے۔ جس کو شک ہو قادیان جا کر دیکھ لے۔ خدا کی شان ہے کہ یہ سُن کر میرے دل میں قادیان جانے کی تحریک پیدا ہوئی۔ جب مَیں آیا تو حضرت صاحب کو بالکل تندرست پایا۔ تب مَیں نے حضور کو سارا قصہ سُنایا۔ حضور نے ہنس کر فرمایا یہ مولوی ہمارے مقابلہ میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں۔ تب مَیں نے آپ کی بیعت کر لی کہ مَیں ان جھوٹوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا۔ بیعت کے ایک سال بعد حضور کرم دین کے مقدمہ کے تعلق میں شہر جہلم میں آئے۔ برلبِ دریا جماعت جہلم نے ایک کوٹھی حضور کی رہائش کیلئے مقرر کر رکھی تھی۔ شام کے وقت جب حضور کے سامنے کھانا رکھا گیا تو حضور نے فرمایا مَیں گوشت ایک سال سے نہیں کھاتا۔ پلاؤ کا ایک تھال بھرا پڑا تھا مگر حضور نے خمیری روٹی کے چند لقمے شوربہ میں تھوڑا سا پانی ڈال کر پتلا کر کے کھائے مگر پلاؤ کھانے سے انکار کیا۔ اس پر ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضور تبرکاً ایک لقمہ ہی اٹھا لیں۔ اس پر آپ نے چند دانے چاولوں کے اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ باقی چاول ہم لوگوں نے تبرک کے طور پر تقسیم کر لئے۔ دوسرے دن جب ڈپٹی سنسار چند کے سامنے وکلاء کی تقاریر ہوئیں تو ساڑھے چار بجے واپسی پر غلام حیدر صاحب تحصیلدار نے حضور سے کہا کہ آج خواجہ کمال الدین صاحب نے بہت عمدہ تقریر کی ہے (خواجہ صاحب بھی اس وقت ساتھ ہی تھے) حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ ابھی کیا ہے، آئندہ خواجہ صاحب کی اَور بھی اچھی تقریر ہوگی۔ سو ہم نے دیکھا کہ بعد میں خواجہ صاحب کی تقریر حضور کی دُعا کے مطابق بہت قابل تعریف ہوتی تھی۔ مگر افسوس کہ خواجہ صاحب نے اسے اپنی قابلیّت کا نتیجہ سمجھا اور خلیفہ اولؓ کی وفات پر ٹھوکر کھا کر خلافت سے الگ ہو گئے۔ جہلم میں حضور کے ساتھ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب شہید بھی تھے۔ حضور احاطہ کچہری میں ان کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرما رہے تھے اور اردگرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور اردو میں تقریر فرمائیں تا کہ عام لوگوں کو بھی کچھ فائدہ ہو۔ اس پر حضور نے اردو میں تقریر شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں مگر مہدی نے تو بہرحال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ مَیں ہوں۔ اگر مَیں شیعوں کو کہوں کہ مَیں تمہارا مہدی ہوں جو کچھ تمہاری روایات میں درج ہے وہ صحیح ہے اور اسی طرح سنیوں اور وہابیوں کو بھی کہوں تا کہ سب مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ ایک منافقت ہے۔ ان کو اتنا معلوم نہیں کہ مہدی کا نام حَکم عَدل ہے۔ وہ تو سب فرقوں کا صحیح فیصلہ کرے گا۔ جس کی غلطی ہوگی اس کو بتائے گا تب وہ سچا ہوگا۔ بس یہی وجہ ہے کہ سب فرقے ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہم نے ان کا اور کیا نقصان کیا ہے اور حضور دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔

اسی روز حضور نے کوٹھی پر عورتوں میں بھی ایک تقریر فرمائی جس میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو میں نے جو تم کو نصیحت کی ہے یہ میری آخری نصیحت ہے جس طرح کوئی مرنیوالا اپنے لواحقین کو آخری وصیت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں واپس لوٹ کر نہ آؤں گا۔ اسی طرح مَیں بھی کہتا ہوں کہ تم پھر مجھے اس شہر میں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ میری نصیحت کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ چنانچہ ابھی مقدمہ کی پہلی ہی تاریخ تھی اور کسی کو پتہ نہ تھا کہ کتنی اور پیشیاں ہوں گی اور کتنی مرتبہ حضور کو جہلم آنا پڑے گا مگر خدا کی قدرت کہ اس کے بعد مقدمہ ہی گورداسپور میں تبدیل ہو گیا۔ پھر حضور کو جہلم نہ جانا پڑا۔

اسکے بعد جہلم میں میری سخت مخالفت ہوئی۔ مَیں نے قادیان آکر حضور سے افریقہ جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور نے فرمایا کہ جب انسان سچائی قبول کر لیتا ہے تو پہلے ضرور ابتلاء آتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کس قدر ابتلاؤں میں مبتلا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ڈر ہے کہ باہر کہیں اس سے زیادہ ابتلاء نہ آجائے۔ میرے خیال میں آپ صبر سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے ایک دوست نبی بخش افریقہ سے آئے۔ مَیں نے اُن سے حالات کا تذکرہ کیا۔ وہ مجھے افریقہ لے جانے پر رضامند ہو گئے۔ اس وقت مَیں نے حضور سے پوچھا اور حضور نے اجازت دیدی اور مَیں ان کے ہمراہ چلا گیا اور خدا نے وہاں مجھے بیوی اور بچے بھی دیئے اور ہر طرح سے اپنا فضل کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سفر جہلم 1903ء میں ہوا تھا۔

(754) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** شیخ عبدالحق صاحب ولد شیخ عبداللہ صاحب ساکن وڈالہ بانگر تحصیل گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ غالباً اس جلسہ سالانہ کا ذکر ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ میں اپنی تقریر میں اپنے آپ کو ذوالقرنین ثابت کیا تھا۔ جلسہ کے بعد ایک ایرانی بزرگ مسجد کے صحن میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور بزبان فارسی حضور سے سلسلہ کلام شروع تھا۔ اور چند آدمی حلقہ کئے ہوئے وہاں اس بزرگ کی گفتگو سُن رہے تھے۔ خاکسار بھی شامل ہو گیا۔ کافی عرصہ تک یہ سلسلہ کلام جاری رہا۔ چونکہ سامعین میں سے اکثر فارسی نہ سمجھتے تھے اس لئے ایک دوست نے کسی دوست کو کہا کہ آپ تو فارسی کلام اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے ذرا ہمیں بھی مطلب سمجھا دیں۔ چنانچہ اس دوست نے پنجابی میں وہ کلام سُنا دی۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے اس ایرانی بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ جواب ملا کہ شیراز کا باشندہ ہوں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ یہاں کیسے تشریف لائے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب آپ کو پہنچی ہیں یا وہاں احمدیہ جماعت کا کوئی فرد پہنچ گیا تھا جس نے آپ کو حضور کے دعویٰ کی تبلیغ کی؟ ایرانی بزرگ نے جواب دیا کہ نہ تو کوئی کتاب پہنچی تھی اور نہ ہی کسی مبلغ نے مجھے تبلیغ کی ہے۔ مَیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہاں آیا ہوں اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ بعد نماز تہجد کشف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ ایسی حالت میں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب ایک اور بزرگ اسی تختِ نورانی پر جس پر آنحضرت جلوہ افروز تھے ہمنشین ہیں۔ اور اس بزرگ کی شکل و شباہت حضور علیہ السلام سے تقریباً ملتی جلتی ہے۔ مَیں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ امام مہدی علیہ السلام ہیں جو آج کل قادیان میں نازل ہو چکے ہیں۔ اس ارشاد نبوی کے بعد میری آنکھ کُھل گئی اور مَیں اس تلاش میں لگ گیا کہ قادیان کا پتہ چلے۔ چنانچہ بڑی کوشش کے بعد معلوم ہوا کہ پنجاب میں لاہور کے قریب ایک گاؤں قادیان ہے اور وہاں ایک شخص نے دعویٰ مہدویت کیا ہے۔ اس مکاشفہ کی بناء پر مَیں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا شرف نیاز حاصل کیا تو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

لجنہ اماء اللہ کو food banks اور خیراتی اداروں کیلئے اپنی کلیکشن بڑھانے کی ضرورت ہے

افریقہ کے غیر ترقی یافتہ لوگوں کو نئی نئی skills سکھانے کیلئے بھی کوششیں کرنی چاہئیں

ہر عاملہ ممبر کو وسیع حلقہ میں اسلام کا پیغام پھیلانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور ہر سال کم از کم ایک بیعت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے

احمدی بچیوں کی اخلاقی تربیت میں آنحضرت ﷺ کے فرمان پر مشتمل یہ ماٹو ہونا چاہئے کہ ’’حیا ایمان کا حصہ ہے‘‘

سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ کو پنجوقتہ نماز کا عادی ہونا چاہئے

سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کریں

کم از کم 70 فیصد گھروں میں احمدی فیملیز احادیث کا مطالعہ کریں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھیں

سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ میرا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنا کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح وہدایات

مورخہ 2؍جنوری 2021ء کو اراکین نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ مجلس عاملہ کی ممبرات نے طاہر ہال، مسجد بیت الفتوح لندن سے شرکت کی۔

دورانِ ملاقات حضور انور نے لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ان کے شعبہ جات میں بہتری کیلئے ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ یوکے کو خدمتِ خلق کیلئے اپنی کوششوں میں وسعت اور مزید تیزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔مثال کے طور پر لجنہ اماء اللہ کو food banks اور دیگر خیراتی اداروں کیلئے اپنی کلیکشن (collection) بڑھانے کی ضرورت ہے۔حضور نے مزید فرمایا کہ افریقہ کے غیر ترقی یافتہ لوگوں کو نئی نئی skills سکھانے کیلئے بھی کوششیں کرنی چاہئیں تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکیں۔

نیز حضور انور نے فرمایا کہ امسال کیونکہ لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع منعقد نہیں ہوا تو جو فنڈز بچ گئے ہیں وہ خدمتِ خلق کے پروجیکٹ میں دینے چاہئیں یعنی میٹرنٹی ہسپتال میں جو لجنہ اماء اللہ یوکے کو سیرالیون میں بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔اس پروجیکٹ کے بارے میں حضور انور نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ احمدی مسلم خواتین ڈاکٹرز چند سالوں کیلئے اپنے وقت کی قربانی کرکے سیرالیون کے ہسپتال میں جو آپ بنارہی ہیں، خدمات بجالائیں گی۔اس ہسپتال کی تعمیر مکمل ہونے پر لجنہ اماء اللہ ہی اسے چلائے گی اور ڈاکٹرز اور میڈیکل سٹاف کی فراہمی کی ذمہ داری بھی آپ پر ہی ہوگی۔

تبلیغ کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ کو لوگوں کو حقیقی اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروانا چاہیے اور نیشنل عاملہ کی ممبرات کو اس حوالہ سے صف اول میں کھڑے ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر عاملہ ممبر لجنہ اماء اللہ کو وسیع حلقہ میں اسلام کا پیغام پھیلانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور ہر سال کم از کم ایک بیعت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔نیشنل سیکرٹری تبلیغ کو ممبرات مجلس عاملہ کو تحریک کرنے اور پرعزم طریق پر تبلیغ میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت سی ٹیچرز جو یوکے میں اسلامی تعلیمات پڑھا رہی ہیں، وہ خود اسلام کی حقیقی سمجھ بوجھ سے عاری ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ہے جس کو لجنہ اماء اللہ کو دیکھنا چاہیے۔جس طریق پر وہ اسلامی تعلیمات کو بیان کرتی ہیں وہ بالعموم مسلمان طلباء کو تنگ کرنے اور پریشان کرنے والا ہوتا ہے۔پس لجنہ اماء اللہ کو اسکولوں اور ان کے اساتذہ کو حقیقی اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کیلئے ایک مہم چلانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے احمدی مسلم بچیوں اور خواتین کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی اہمیت پر بھی زور دیا۔جہاں تک احمدی مسلمان بچیوں کا تعلق ہے حضور انور نے فرمایا کہ ان کی اخلاقی تربیت میں آنحضرت ﷺ کے فرمان پر مشتمل یہ ماٹو ہونا چاہیے کہ ’’حیا ایمان کا حصہ ہے۔‘‘

لجنہ اماء اللہ کی جملہ ممبرات کی اخلاقی تربیت کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ کو پنجوقتہ نماز کا عادی ہونا چاہیے اور یوں قدرتی طور پر ان کے بچے بھی نمازوں کے عادی بن جائیں گے۔دوسرے یہ کہ سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کریں۔کم از کم 70 فیصد گھروں میں احمدی فیملیز احادیث کا مطالعہ کریں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھیں اور سو فیصد ممبرات لجنہ اماء اللہ میرا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنا کریں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5؍اکتوبر 2021)

دورِ انقلاب

اسکے انکار کا سبب تو ہے ❁ جو مسلط ہے یہ عذاب کا دَور

آنے والا ہے انقلاب کا دَور
جانے والا ہے اضطراب کا دَور

تیرگی نے کیا ہے پژمردہ
جلد تر آئے آفتاب کا دَور

یہ زمیں آسماں بھی جانے ہے
انت کیسے ہوا کلاب کا دَور

اب تو سکہ چلےگا مہدی کا
یہ ہے آنمحترم جناب کا دَور

ہو گئے عاقبت سے غافل لوگ
آ کھڑا درپَے ہے حساب کا دَور

ہر کہانی کا خاتمہ ہوگا
نزد ہے ذالک الکتاب کا دَور

مولوی نے بنا کے رکھا ہے
اس زمانے کو بس سراب کا دَور

حزب احمد ابھی بھی زندہ ہے
بار ہا ہم پے رہا احزاب کا دَور

خار ہے ہر طرف زمانے میں
ہم بنائینگے اِک گلاب کا دَور

خلد میں ساتھ ہم نشینوں کے
چلنے والا بھی ہے شراب کا دَور

انشاءاللہ حرم پے آئیگا
سیدالوقت کے خطاب کا دَور

پھر خلافت سے ہی نصرؔ ممکن ہے
اس جہاں میں رسالت مآبؐ کا دَور

نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ک ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 325)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

اپنے والدین کے ساتھ اور اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ پوری عزت کے ساتھ پیش آئیں ان کے ساتھ کسی بھی طرح سے الجھنے اور جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں لیکن کبھی اسلامی تعلیمات کو نہ چھوڑیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل اور دماغ میں تبدیلی پیدا کرے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگراموں سے جڑے رہیں اور اپنا علم بڑھانے کیلئے احمدیہ مسلم جماعت کی ویب سائٹ دیکھتے رہیں

احمدی مسلمانوں سے رابطے میں رہیں اور ان سے علمی گفتگو کرتے رہا کریں

نومبائعات لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور سے آن لائن ملاقات اور نومبائعات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں نصائح و ہدایات

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 جنوری 2021ء کو 25 نومبائعات لجنہ اماء اللہ جرمنی کو شرف ملاقات بخشا جو حال ہی میں جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئیں تھیں۔ حضورِ انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے رونق افروز ہوئے جبکہ نومبائعات نے بیت السبوح فرانکفرٹ سے آن لائن شرکت کی جو جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکز ہے۔

اس تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم مع ترجمہ سے ہوا جسکے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اردو نظم مع ترجمہ پیش کی گئی۔ دوران ملاقات ہر نومبائعہ کو اپنا تعارف کروانے اور حضور انور سے بات کرنے کا موقع ملا۔ چند (نومبائعات) نے سوالات کیے جبکہ چند نے احمدیہ مسلم جماعت میں شامل ہونے اور قبول اسلام کے واقعات حضور انور کی خدمت میں پیش کیے۔

حضورِ انور نے چند نومبائعات سے استفسار فرمایا کہ کیا وہ سختیاں اور اپنے خاندان اور عوام الناس کی طرف سے ہونے والی مذہبی مخالفت کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جملہ نومبائعات نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار ہیں اور حضورِ انور کی دعاؤں کی طلب گار ہیں تاکہ وہ اپنا روحانی ترقی کا سفر جاری رکھ سکیں۔ حضور انور نے فرمایا ہر نومبائعہ کو سورۃ الفاتحہ یاد کرنی چاہیے جس پر ایک نومبائعہ نے بتایا کہ انہیں یاد ہے جس پر حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

ایک نومبائعہ نے بتایا کہ ان کا تعلق سکھ خاندان سے ہے اور ان کا خاندان ان کے مسلمان ہونے اور ان کے اسکارف پہننے اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کے مخالف ہے۔ انہوں نے حضور انور سے ہدایت طلب کی کہ انہیں کیا جواب دیں۔

اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اپنے خاندان کو بتاؤ کہ جہاں تک میرے مذہب کا تعلق ہے اور جبکہ میں نے اسلام ایک سچے مذہب کے طور پر قبول کر لیا ہے تو میں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوں گی۔ لیکن ان کے ساتھ کسی بھی طرح سے الجھنے اور جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پوری عزت کے ساتھ ان کے ساتھ پیش آئیں۔ خاص طور پر اپنے والدین کے ساتھ اور اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بھی۔ لیکن کبھی اسلامی تعلیمات کو نہ چھوڑیں۔ یوں اسلامی تعلیمات پر عمل جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل اور دماغ میں تبدیلی پیدا کرے۔

ایک ایسی خاتون کو جواب دیتے ہوئے جس نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ پیدائشی احمدیوں کے مقابل پر وہ بہت پیچھے رہ گئی ہیں حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی مسلمان میں کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں، کبھی یہ خیال نہ کریں کہ آپ پیچھے رہ گئی ہیں بلکہ آپ کئی پیدائشی احمدیوں سے بہتر ہو سکتی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں کہ کس طرح پنجوقتہ نماز میں توجہ قائم رکھی جائے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جب نماز کے دوران سورۃ الفاتحہ پڑھ رہے ہوں، جو قرآن کریم کی پہلی سورت ہے تو انہیں بار بار ان آیات کو دہرانا چاہیے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اور اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔

ایک اور ممبر نے سوال کیا کہ کس طرح معلوم کیا جائے کہ کوئی خواب ان کے ذہن کی بناوٹ ہے یا سچی خواب ہے۔ اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ بہت سے خواب انسانوں کے ذہن کی بناوٹ ہوتے ہیں اور روزمرہ زندگی کے تجربات پر مبنی ہوتے ہیں چند خوابیں ایسی ہوتی ہیں جو ذہن پر گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر نومبائعات میں سے کوئی ایسی خواب دیکھیں جو ان کے نزدیک کوئی گہرے معانی رکھتی ہو تو وہ مجھے لکھا کریں یا کسی ایسے شخص کو جس پر وہ اعتبار کرتی ہوں۔

ایک نومبائعہ نے کہا کہ کووڈ 19 کی وجہ سے نومبائعات کو مساجد کے ماحول سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا جو آج کل بند ہیں، اور پوچھا کہ وہ گھروں میں حقیقی اسلامی ماحول کیسے پیدا کر سکتی ہیں، ایسے ماحول میں جہاں غیر مسلم افراد خانہ کے ساتھ رہ رہے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جدید ٹیکنالوجی نے ایسے ذرائع پیدا کر دیے ہیں کہ خلافت سے رابطہ میں رہا جا سکے اور اپنا مذہبی اور روحانی علم بڑھایا جا سکے۔ مثال کے طور پر احمدیہ مسلم جماعت کے ٹی وی چینل، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ جو آسانی سے مہیا ہے یوں اسکے پروگراموں سے جڑے رہیں اور اپنا علم بڑھانے کیلئے احمدیہ مسلم جماعت کی ویب سائٹ دیکھتے رہیں۔ دوسرے احمدی مسلمانوں سے بھی رابطے میں رہیں اور ان سے مستقل بنیادوں پر علمی گفتگو اور بات چیت کرتے رہا کریں۔

ایک خاتون نے ذکر کیا کہ وہ احمدی مسلمان ہونے سے پہلے کی شادی شدہ ہیں اور ان کے شوہر غیر مسلم ہی ہیں۔ جب حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ان کا تعلق اپنے شوہر سے ٹھیک ہے تو انہوں نے بتایا کہ ان کے شوہر کو ان کا بیعت کرنا پسند نہیں آیا اور مگر وہ ان سے بہت اچھا برتاؤ کرتی ہیں تاکہ ان کے شوہر کو ان کی بہتر پسند (اسلام) کا احساس ہو سکے۔ حضور انور نے فرمایا کہ انہیں اپنا اچھا برتاؤ جاری رکھنا چاہیے اور اپنے شوہر کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے کہ وہ بھی ایک احمدی مسلمان بن جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اپنے شوہر سے پہلے سے بڑھ کر محبت کرنی چاہیے اور ان کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ وہ قبولیتِ اسلام کا اچھا اثر محسوس کر سکیں۔

حضور انور سے ایک خاتون نے سوال کیا کہ وہ اپنی بیٹی کی تربیت کس رنگ میں کریں کہ وہ بڑی ہو کر ایک ایماندار احمدی مسلم لڑکی بنے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ خود ایک اچھی احمدی مسلم خاتون بنیں گی تو آپ کی بیٹی بھی ایک اچھی احمدی مسلمان بن جائے گی......اس کیلئے دعا کریں کہ اللہ اس کو نیک بنائے۔ جب وہ سات سال کی ہو جائے تو اس کو بھی اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کریں۔ اس کو بتائیں کہ اسلام کیا ہے اور کیوں آنحضرت ﷺ کو آخری شرعی نبی کے طور پر بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے کس طرح اسلام کا پرچار کیا، اور اس کے بعد آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ کی غلامی میں بھیجا گیا۔ آپ علیہ السلام نے پھر واضح کیا کہ حقیقی اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا جائے۔ اپنی بیٹی کو دعائیں سکھائیں، کلمہ سکھائیں اور اپنی اچھی مثال اس کے سامنے پیش کریں اور اسکے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور اس کو نیک اور اچھی باتیں بتائیں۔ اس طرح اس کی اخلاقی تربیت بہترین رنگ میں ہو سکتی ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5 اکتوبر 2021)

......☆......☆......☆......

ضروری اعلان برائے داخلہ دار الصنعت قادیان

Ahmadiyya Vocational Training Centre

(احمدی طلباء متوجہ ہوں)

دار الصنعت قادیان کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری و خصوصی راہنمائی سے 2010ء میں ہوا۔ ادارہ کا خاص مقصد احمدی طلباء کو ہنرمند بنانا اور ٹیکنیکل کورس سکھا کر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ دار الصنعت قادیان سرکاری ادارہ NSIC دہلی سے رجسٹرڈ ہے جس میں ایک سال کے مندرجہ ذیل کورس کروائے جاتے ہیں۔

AC & Refrigerator	Computer Applications	Plumbing
Welding	Motor Vehicle	Electrician
-	Diesel Mechanic	-

بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء کیلئے Hostel اور Mess کا انتظام موجود ہے۔ رہائش اور کھانے کی کوئی فیس نہیں ہے۔ صرف کورس کی بورڈ فیس آسان اقساط میں لی جاتی ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو اپنے اسکول کی تعلیم مکمل نہیں کر سکے یا 8th اور 10th کے بعد ٹیکنیکل کورس کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ کیلئے جلد رابطہ کریں۔ احمدی بچوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام موجود ہے۔ اسکے علاوہ روزانہ Personality Development اور English Speaking کی کلاس بھی لی جاتی ہے۔ نئے سیشن 2022-23 کیلئے داخلہ جاری ہے۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ (9872725895 - 8077546198)

(پرنسپل دار الصنعت قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو، نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آ سکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہو سکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 2018ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

وہ مقصد جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ سے یہ سلسلہ قائم فرمایا اور ہمیں اس میں شامل ہونے کی توفیق دی......اگر اس مقصد کے حصول کیلئے ہم کوشش نہیں کر رہے تو ہمارے بیعت کے دعوے صرف دعوے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 2018ء)

طالب دعا : محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیربھوم، بنگال)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایمان افروز مصروفیات اور احباب جماعت کی ذمہ داریاں

(شیراز احمد، سابق ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند و ناظر تعلیم قادیان)

ہم نے بار بار سنا ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد **سمعنا و اطعنا** ہے! سنو اور اطاعت کرو!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نصیحت کی ہے کہ خلفاء راشدین کی نصیحت اور سنت پر چلنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، بات سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اللہ اور اسکے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ہوتا ہے۔ بدوں اسکی اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمابرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، زیر سورہ النساء آیت 60، جلد دوم، صفحہ 246)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائگاں، تمام سکیمیں باطل، اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24 جنوری 1936)

خلیفہ وقت کی اطاعت کے بارے میں حضور اقدس فرماتے ہیں: خلیفہ وقت کی باتیں سننے کا شوق اور اُن پر عمل آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اس تعلق کی برکت سے آپ کو عبادت کا ذوق نصیب ہوگا۔ آپ کی بلوغت اور نوجوانی پاکیزہ ماحول میں گزرے گی۔ معاشرتی برائیوں سے آپ محفوظ رہیں گے۔ اس بابرکت نظام سے تعلق آپ کے اندر نیکیوں میں ایک دوسرے سے مسابقت کا جذبہ پیدا کرے گا۔ آپ خدمت انسانیت کے مختلف پروگراموں میں شامل ہوسکیں گے۔ آپ کو عظیم الشان ترقیات نصیب ہوں گی اور آپ کی کامیابیوں کی حوصلہ افضائی کی جائے گی۔ خلافت کے بابرکت نظام سے منسلک رہنے کے نتائج میں آپ کا دین بھی سنورے گا اور آخرت بھی سنورے گی۔ آپ کو دنیوی کامیابیاں بھی نصیب ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ روحانیت میں ترقی کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ٹھہریں گے۔

(اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2015)

خلافت کے بابرکت نظام سے فائدہ اُٹھانے کیلئے جو ہماری ذمہ داری بنتی ہے اُسکے بارے میں حضور اقدس فرماتے ہیں: بس خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کیلئے خود بھی کوشاں رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی خلافت سے محبت اور اطاعت کی نصیحت کرتے رہیں اور انہیں برکات خلافت کی اہمیت کا درس دیتے چلے جائیں۔ اس بابرکت نظام سے وابستگی آپ کی زندگیوں کو پاکیزہ بنائے گی اور آپ کی اولادیں بھی نیکیوں کی راہوں پر گامزن رہیں گی۔ (اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت 2015)

حضور اقدس مزید فرماتے ہیں: بس ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے خطابات اور خطبات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل بنائیں اور پھر زندگی بھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کی ہر خواہش اور ہر تدبیر امام کے تابع ہونی چاہئے۔

خلیفہ وقت کی مکمل اطاعت ہم کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس کے جائزے کا طریق کار کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اُٹھاتا ہے اُسکے پیچھے اُٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اُسکی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اُسکی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اُسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوں کو اُسکی آرزوں کے تابع کرتا ہے اور اپنے شانوں کو اُسکے شانوں کے تابع کرتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں: اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو اُن کیلئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔

(الفضل 4 ستمبر 2013)

ہم سب جانتے ہیں کہ خلیفہ وقت ہمارا Role Model ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے خلیفہ وقت کی نصائح اور آپ کی سنت پر چلنا بہت ضروری ہے کیونکہ خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔

رسول کریم ﷺ اور مسیح موعودؑ کی سیرت پر کس طرح عمل کرنا چاہئے وہ خلیفہ وقت ہمیں سکھاتے ہیں اس لئے چاہے وہ جماعت کے عہدیدار ہوں یا عام احمدی ہوں اُن کی جو سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ وہ ڈھونڈتے رہیں کہ خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات نکلے ہم اُس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکیں۔ انشاء اللہ۔ یہ ایک احمدی کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سیرت کے کئی پہلو عابد خان صاحب کی ڈائری جو انگریزی میں ہے اُس سے مل جاتے ہیں۔ عابد خان صاحب کی ڈائری الاسلام ویب سائٹ پر موجود ہے۔ احباب جماعت اُسے ڈاؤن لوڈ کر کے اپنے گھروں میں اور جماعتی دفتر میں رکھ سکتے ہیں تا کہ احباب جماعت جو انگریزی پڑھ سکتے ہیں اُس کا بار بار مطالعہ کر سکیں۔

عابد خان صاحب کی ڈائری کا مطالعہ کرنے سے حضور اقدس کی سیرت کے خوبصورت پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں اور ساتھ ساتھ حضور کی قیمتی نصائح سے ہمیں آگاہی ہوتی ہے۔

الحمدللہ! اب تک عابد خان صاحب کی ڈائری کے تقریباً 34 Volume شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا خزانہ ہے خلیفہ وقت سے جُڑنے کا۔

خاکسار آج آپ کے سامنے عابد خان صاحب کی ڈائری سے چند نمونے رکھنا چاہتا ہے تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک کتنا بڑا خزانہ ہے اور خلیفہ وقت کی خوبصورت سیرت اور اہم نصیحت ہمارے اندر کس طرح پاک تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ الحمدللہ۔

حضور اقدس کے ایک خطاب کے بعد جس میں حضور اقدس نے مرد اور عورت کے Handshake کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا۔ لیکن جب ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے News دکھائی تو جو Handshake کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا وہ News رپورٹ میں نہیں آئی۔ اس پر حضور اقدس نے عابد صاحب کو فرمایا (جن کی ذمہ داری بھی نیوز بنانے کی) کہ آپ نے اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا نہیں کی۔ عابد صاحب لکھتے ہیں کہ اس پر میرے اندر بہت ندامت پیدا ہوئی۔ عابد خان صاحب نے دوبارہ News رپورٹ بنائی تا کہ یہ Handshake کی پوری تفصیل آجائے۔ اس کو تیار کر کے عابد صاحب نے ساری رپورٹ حضور اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ رپورٹ دیکھنے کے بعد حضور اقدس نے فرمایا ’’جزاکم اللہ! کمال کر دیا۔‘‘

پھر اُس دن شام کو حضور اقدس نے عابد خان صاحب کو اپنے دفتر میں بلایا اور مسکراتے ہوئے اور پنجابی کی ایک کہاوت سنائی اور پھر فرمایا: اس پنجابی کہاوت کا مطلب ہے کہ کبھی کبھی کوئی رزلٹ حاصل کرنے کیلئے زور لگانا پڑتا ہے اور اس لئے اُس دن میں نے تمہیں Push کیا۔

خلیفہ وقت کی زندگی سے ہم سب کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ایک گروپ ملاقات میں ایک نے سوال کیا کہ ’’حضور اقدس آپ کبھی بھی ہمیں تھکے نظر نہیں آتے؟‘‘

اس پر جو حضور اقدس نے جواب دیا ہم سب کیلئے بہت بڑا اسبق ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا ’’میں ایک انسان ہوں اسلئے میں بھی کبھی کبھی ضرور تھکتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دیتا ہے کہ میں کام کروں جو وہ چاہتا ہے۔ اسلئے میں کوئی تعریف کے لائق نہیں۔ یہ سب اللہ کراتا ہے۔‘‘

ہمیں یہاں غور کرنا چاہئے کہ خلیفہ وقت ہر محنت کیلئے اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور ہر چیز اللہ کی طرف لوٹا دیتے ہیں اور اپنے اندر مکمل عاجزی رکھتے ہیں۔

ایک بہت قیمتی سبق ہم سب خلیفہ وقت سے سیکھتے ہیں کہ ہمیں ہر وقت اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اُسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک وفد نے جلسہ سالانہ جرمنی کے بعد حضور اقدس سے ملاقات کے دوران حضور اقدس کی خدمت میں Translation Device میں جو کمیاں تھیں اُس بارے میں ذکر کیا۔

اس پر حضور اقدس نے فرمایا: ’’آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں میں نے بھی جب اسکا استعمال کیا جب جرمنی کے Guest بات کر رہے تھے تو میں نے بھی کافی Disturbance پائی اور کئی زبانیں ایک ساتھ آرہی تھیں۔‘‘

اب جو حضور اقدس نے بات فرمائی غور سے سنیں۔ حضور اقدس فرماتے ہیں ’’میں بھی اپنی ٹیم کو اس میں بہتری لانے کیلئے کہوں گا لیکن میں آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس بارے میں مجھے تفصیل سے لکھیں کیوں کہ اسی طرح ہم اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہیں اور مستقبل میں بہتری لاتے ہیں۔‘‘

خلیفہ وقت کی اطاعت کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں کہ اسکی کتنی اہمیت ہے۔ حضور اقدس سے ایک سوال کیا گیا کہ خلیفہ وقت کی اطاعت اور محبت میں کس طرح بڑھا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور اقدس نے فرمایا کہ ’’خلیفہ وقت کو بہت غور سے سنو اور خلیفہ وقت سے سب سے زیادہ محبت کرو تو پھر خلیفہ وقت کی اطاعت اور محبت میں ترقی کرو گے۔‘‘ پھر حضور اقدس نے فرمایا ’’میں نے اسی طرح کیا۔‘‘

ہمیں بھی حضور اقدس کے اس طریق کو اپناتے ہوئے خلیفہ وقت کی ہر بات کو بہت غور سے سننا چاہئے اور اُسے اپنی ڈائری میں نوٹ کرنا چاہئے تا کہ ہم اُس کو یاد رکھ سکیں اور اُس پر عمل کر سکیں۔ انشاء اللہ۔

یہاں میں حضور اقدس کی زندگی کی ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ خلیفہ وقت سے محبت کے نتیجہ میں کتنے غور سے خلیفہ وقت کی باتیں سنتے تھے اور پھر اُن باتوں کو کس طرح یاد رکھتے تھے۔

مکرم آصف محمود باسط صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک سوال و جواب کا پروگرام mta میں دکھانا تھا اور اس سلسلہ میں میں حضور اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک ھدایت لینا چاہتا تھا۔ آصف محمود باسط صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس سے یہ پوچھنا شروع کیا کہ حضور ایک سوال و جواب کی محفل خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کینیڈا میں منعقد ہوئی تھی۔

بس آصف محمود باسط صاحب نے اتنی سی ہی بات کی تھی کہ حضور اقدس فرمانے لگے ’’وہ سوال و جواب کی محفل انگریزی کی تھی۔ ایک سوال کرنے والے نے سوال اُردو میں پوچھا تو اُس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ سوال اُردو میں نہیں انگریزی میں کرنا چاہئے کیوں کہ یہ انگریزی سیشن ہے۔ پھر جب اُس نے سوال انگریزی میں کیا تو خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اُس کی انگلش سُن کر فرمایا تھا کہ وہ انگلش نہیں تھی۔

حضور اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یہ ساری بات سنانے کے بعد آصف محمود باسط صاحب سے پوچھتے ہیں: کیا یہی بات پوچھنا چاہتے تھے؟ آصف محمود باسط صاحب فرماتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا میں نے صرف دو باتیں بتائی تھیں پہلی بات خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا سوال و جواب دوسری بات یہ کہ کینیڈا میں منعقد ہوئی تھی۔

آصف محمود باسط صاحب فرماتے ہیں کہ کینیڈا میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ کئی سوال و جواب کے پروگرامز منعقد ہوئے ہیں۔ تو پھر خلیفہ خامس کو کس طرح پتہ چلا کہ میں کیا پوچھنا چاہتا تھا؟

پھر حضور اقدس نے پوچھا بتاؤ یہی ہے نا؟ آصف محمود باسط صاحب نے بتایا جی حضور یہی ہے۔

آصف محمود باسط صاحب لکھتے ہیں کہ مجھ سے رہا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے
بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 605، ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا : نور جہاں بیگم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

نہیں گیا میں نے حضور اقدس سے پوچھ ہی لیا۔

حضور اقدس آپ کو کیسے پتا لگا؟ کہ میں کیا پوچھنا چاہتا تھا؟اس سوال پر حضور اقدس نے فرمایا آپ نے کہا کہ وہ سیشن کینیڈا میں منعقد ہوا تھا۔

پھر حضور اقدس نے فرمایا:’’کئی سال پہلے یہ سوال وجواب mtaمیں دیکھا تھا۔میں نے سمجھا اس Incident کے بارے میں پوچھ رہے ہوں گے۔

اس میں ایک تو ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ خلیفہ وقت کی ہر بات کو کس طرح محبت سے اور غور سے سننا چاہئے۔

(Where stars Descend chapter II – 5, 6, 7, 8)

ایک بار عابد خان صاحب نے حضور اقدس کے سامنے ذکر کیا کہ ایک بار اُنہوں نے غلطی کی تھی جب وہ یو.کے میں لوکل مجلس عاملہ میں ممبر تھے تو اُس پر عابد خان صاحب کے Superior نے انہیں بہت ڈانٹا۔یہ سننے کے بعد حضور اقدس نے عابد خان صاحب سے دریافت فرمایا آپ کتنا عرصہ لوکل مجلس عاملہ کے ممبر تھے؟ عابد صاحب نے جواب دیا کہ ایک سال یا 18 مہینے۔اب غور سے سنیں ہم سب کیلئے بہت بڑا سبق ہے۔پھر حضور اقدس نے دریافت فرمایا: میرے ساتھ کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا ہے؟ عابد صاحب نے جواب دیا: اللہ کے فضل کے ساتھ 9 سال۔

حضور اقدس نے عابد خان صاحب سے مزید دریافت کیا کہ 9 سال میں میں نے کتنی بار اپنی آواز زور سے کہی ہے؟ یا ڈانٹا ہے؟ عابد صاحب نے جواب دیا ایک بار بھی نہیں۔عابد صاحب لکھتے ہیں میں نے پچھلے 9 سال میں کئی بار غلطی کی لیکن حضور اقدس نے کبھی بھی مجھ پر غصہ نہیں کیا۔حضور اقدس نے صرف پیار اور محبت سے میری درستی کی تھی۔حضور اقدس نے پھر مزید فرمایا: تم نے کئی سال سے دیکھا ہے میری میٹنگس مجلس عاملہ کے ممبرز کے ساتھ اور دوسرے دفتری میٹنگس بھی؟ حضور اقدس فرماتے ہیں: میں کمزوریوں اور کمیوں کی طرف عہدیداران کو میٹنگز میں توجہ ضرور دلاتا ہوں لیکن کبھی بھی میں چیختا یا چلاتا نہیں۔ عابد خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس سے زیادہ صبر کرنے والا اور معاف کرنے والا انسان نہیں دیکھا۔

حضور اقدس فرماتے ہیں:’’میں نے سنا ہے کہ یہاں کچھ جماعتی عہدیدار اور کچھ احمدی یہ مانتے ہیں کہ میں دوسروں کے Influence میں آجاتا ہوں اور میں جو فیصلے لیتا ہوں وہ جو دوسرے مجھے کہتے ہیں اُسکے بنا پہ لیتا ہوں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اعتراض نیا نہیں ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ اعتراض کیا گیا تھا اور اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔(61:9)

لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے یہ تو کان ہی کان ہے۔

حضور اقدس مزید فرماتے ہیں: میرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ایک باعث برکت فعل ہے۔ اور اگر میرے بارے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو کان ہی کان ہے اور میں دوسروں کے کہنے پر آجاتا ہوں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

لیکن یہ بات فکر کی بات ہے اُن لوگوں کیلئے جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ چاہے وہ عام احمدی ہوں یا عہدیدار کیونکہ جو اس طرح کے اعتراض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کرتے تھے اُنہیں منافق کہا گیا ہے۔

پھر حضور اقدس مزید فرماتے ہیں کہ میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھکتا ہوں۔ اپنی کمزوریوں کیلئے استغفار کرتا ہوں۔پھر کوئی فیصلہ کرتا ہوں ایسے لوگ جو اس طرح سوچتے ہیں یا اُنہیں پتا ہے کہ کوئی ایسی بات کرتے ہیں تو اُنہیں چاہئے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی لائیں ورنہ منافقت سے اُنہیں ہی نقصان پہنچے گا۔

حضور اقدس فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز Sunrise سے 90 منٹ پہلے تک ادا کر سکتے ہیں۔میں فجر سے 30 سے 40 منٹ پہلے تہجد مکمل کر لیتا ہوں اور فجر تک ایک پارہ قرآن کی تلاوت کر لیتا ہوں۔

حضور اقدس نے ایک مبلغ کو ہدایت دی کہ چیک کر کے بتائیں کہ کیا دوسرے ہال میں نمازی تیار ہیں۔ مبلغ صاحب کچھ لمحوں کے بعد واپس آگئے اور کہا تیار ہیں۔حضور اقدس نے دریافت فرمایا کیا تم نے خود چیک کیا؟ مبلغ صاحب نے کہا نہیں کسی اور کو چیک کرنے کیلئے کہا تھا۔حضور اقدس نے فرمایا: جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ کچھ چیک کریں یا کچھ رپورٹ دیں تو خود ذاتی طور پر جا کر چیک کرنا چاہئے۔

حضور اقدس جب اپریل 2017 میں جرمنی گئے تو آپ جامعہ کے کچھ ٹیچرز کے گھر گئے۔حضور اقدس نے عابد خان صاحب کو فرمایا میرے جانے کی وجہ یہ تھی۔

حضور اقدس فرماتے ہیں 2015 میں جرمنی سے واپس آنے کے بعد ایک جامعہ کے ٹیچر نے مجھے لکھا کہ اُنہوں نے اپنے گھر میں بتایا تھا کہ شاید حضور اقدس آسکتے ہیں اس لئے تیار رہنا۔حضور فرماتے ہیں کہ کیونکہ اتنا Busy تھا میں جا نہیں سکا۔اُس جامعہ کے ٹیچر نے مجھے لکھا کہ اس وجہ سے میرے بچوں کو بہت دُکھ ہوا۔حضور اقدس فرماتے ہیں کہ میں نے اُنہیں لکھا کہ اگلی بار میں آؤنگا۔

حضور اقدس فرماتے ہیں کہ میرے دل میں پچھلے 18 مہینوں سے اُن بچوں کا بوجھ تھا۔اس لئے اس بار میں اُن کے گھر گیا۔یہ دیکھتے ہوئے دیگر ٹیچرز نے بھی خواہش کی تو میں اُن کے گھر بھی گیا۔دیکھیں کس طرح حضور اقدس 18 مہینے اُن بچوں کے درد کو اپنے دل میں محسوس کرتے رہے۔

عابد خان صاحب لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے حضور اقدس کو بتایا کہ اُنہیں سوشل میڈیا سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک پیدائشی احمدی جو بطور احمدی بڑا ہوا جماعت چھوڑنے کے بعد جماعت کے خلاف بہت باتیں کیں۔ بعد میں اُسے Cancer ہوگیا۔اس پر کچھ احمدیوں نے کہا یہ Cancer اللہ کی سزا ہوسکتی ہے۔

اس پر حضور اقدس نے فرمایا:’’ہمیں کبھی بھی اس بات سے خوشی نہیں ہوسکتی کہ کوئی بیمار ہے اور یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ اللہ کا نشان ہے۔‘‘

حضور اقدس فرماتے ہیں : صرف جب کسی کو Formal مباہلہ دیا جاتا ہے تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کا نشان ہے۔اس کیس میں یہ بات نہیں تھی۔ یہ بیماری صرف ایک Tragedy ہے اُس کیلئے۔اللہ تعالیٰ اُس کو مکمل صحت اور کامل شفا دے۔

(جرمنی ٹور ڈائری 2016)

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور اقدس مہمانوں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ 2015 میں اشانتی کنگ جن کی اپنی قوم میں بہت عزت ہے لندن جلسہ پر گھانا سے آئے ہوئے تھے۔کنگ نے جلسہ سالانہ میں اسٹیج سے خطاب کرنا تھا لیکن ایک مشکل آرہی تھی۔کنگ کے پرسنل پروٹوکال کے مطابق وہ اسٹیج پر بھی اپنا جوتا Shoes نہیں اُتار سکتے تھے اور اسٹیج میں کیوں کہ نماز پڑھی جاتی ہے اسلئے اسٹیج میں چڑھنے سے پہلے جوتا اُتارا جاتا ہے۔انتظامیہ کا یہ خیال تھا کہ کنگ کیلئے الگ سے Microphone کنگ کے پاس کر دیا جائے تاکہ اسٹیج پر چڑھے بغیر کنگ اپنا Shoes پہنے ہوئے خطاب کرسکے۔جب انتظامیہ نے یہ تجویز حضور اقدس کے سامنے پیش کی تو حضور اقدس کنگ کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہچانا چاہتے تھے۔اس لئے حضور اقدس نے ایک بہت پیارا اور حکمت سے بھرا ہوا راستہ نکالا۔حضور اقدس نے انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ ایک اور عارضی طور پر کارپیٹ ڈالا جائے اسٹیج کی سیڑھیوں سے لیکر اسٹیج تک، ڈائس تک، تاکہ کنگ اُس پر بنا Shoes اُتارے چل کر آجائے اور اپنا خطاب کرسکے اور پھر خطاب کے بعد وہ عارضی کارپیٹ نکال دیا جائے۔اس سے کنگ کے جذبات کو چوٹ نہیں لگے گی اور نماز کیلئے بھی صفائی برقرار رہے گی۔

بُک شاپ کے معائنہ کے وقت حضور اقدس نے امیر صاحب یو.کے اور انچارج صاحب بُک شاپ سے دریافت فرمایا کہ ’’کشتی نوح‘‘ اور حضور اقدس کی کتاب ’’ورلڈ کرائسز اینڈ پاتھوے ٹو پیس‘‘ کی یہ جو کتب ہے اس کا نیا کور ڈیزائن کیا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ حضور اقدس نے جب اُن کا اوپینین سُن لیا اُسکے بعد فرمایا’’میں نے خود ان دو کتب کا کور ڈیزائن کیا ہے۔‘‘

اگر حضور اقدس پہلے بتا دیتے کہ حضور اقدس نے یہ کتاب ڈیزائن کی ہے تو یہ سننے کے بعد خلیفہ وقت کی محبت کی وجہ سے ڈیزائن کی تعریف کرتے۔حضور اقدس کی عاجزی ہے کہ حضور اقدس دوسروں کی اصل اوپینین کیا ہے وہ سننا چاہتے ہیں۔دیکھیں خلافت کی برکات، خلیفہ وقت جماعت کو ہر لیول میں رہنمائی کرتے ہیں۔

عابد خان صاحب اپنا ایک واقعہ بتاتے ہیں اُن کے گھر کا ایک بڑا Window Glass اُن کے پڑوسی کے بچے نے فُٹ بال کھیلتے ہوئے توڑ دیا تھا۔پڑوسی اور اُن کے بیٹے نے گھر آکر عابد خان صاحب کی اہلیہ سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ گلاس کا پیسہ وہ اُن کو دے دیں گے اور اپنے بیٹے کی پاکٹ منی سے کاٹ کر دے دیں گے۔عابد خان صاحب اپنے پڑوسی سے خوش تھے کہ اُنہوں نے معافی مانگ لی ہے اور پیسے دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔عابد خان صاحب نے یہ سارا واقعہ حضور اقدس کو سُنایا۔پورا واقعہ سُننے کے بعد حضور اقدس نے عابد خان صاحب کو فرمایا:’’تم نے اُس لڑکے یا اُس فیملی سے ایک پیسہ نہیں لینا۔‘‘ پھر حضور اقدس نے فرمایا’’تم نے اپنے پڑوسی اور اُس لڑکے کو بتانا ہے کہ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ سب سے پیار کرو اور دوسروں کے حق دو اور اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ اپنے حق کو قربان کرو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے اور خاص طور پر پڑوسیوں کیلئے۔‘‘

پھر حضور اقدس نے فرمایا: اپنے پڑوسی کو بتاؤ کہ اپنے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں جو اسلام نے ہمیں سکھایا ہے اس بنا پر یہ ناممکن ہے کہ میں تم سے پیسہ لوں۔انہیں بتاؤ کہ تم اُن پر کوئی احسان نہیں کررہے ہو بلکہ یہ ایک پڑوسی کا حق ہے۔اپنے پڑوسی کو یہ بتاو کہ یہ اصل اسلام ہے، دوسروں کی مدد کرنا اور اُن سے حسن سلوک کرنا۔اور جو میڈیا میں دیکھتے ہو اور سنتے ہو وہ اسلام نہیں ہے۔اور اگر وہ اصرار کرے کہ پیسہ دینا ہے تو اُنہیں کہیں کہ کسی Charity میں دے دیں تاکہ کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری ہوجائے۔

عابد خان صاحب نے یہ ساری بات اپنے پڑوسی کو بتائی وہ بہت خوش ہوئے اور بہت متاثر ہوئے۔عابد صاحب نے جب اپنے پڑوسی کا Reaction حضور اقدس کو بتایا تو حضور اقدس نے فرمایا:’’اسی طرح تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں۔

آخر میں میں حضور اقدس کی ایک اہم نصیحت سے اپنا خطاب ختم کرنا چاہتا ہوں۔حضور اقدس فرماتے ہیں: بس خلافت بلاشبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔اسکا شکرانہ یہی ہے کہ خلیفہ وقت کی باتوں پر سمعنا و اطعنا کے جذبہ کے ساتھ عمل کیا جائے۔کیوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ وقت کی دُعا اُن لوگوں کے حق میں زیادہ قبول ہوتی ہے جو اطاعت کے اعلیٰ میعار قائم کرتے ہیں۔

حضور اقدس فرماتے ہیں: پس آپ کو بھی میری یہی نصیحت ہے کہ خلیفہ وقت کی باتیں سُن کر فوری طور پر اُن پر عمل کرنا شروع کردیں۔

(اجتماع مجلس انصار اللہ انڈیا 2016)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو خلیفہ وقت کی مکمل اطاعت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟ ✿ پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا؟ ✿ کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دار الفضل، کیرنگ (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ✿ اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ✿ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.37) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 جولائی 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عبد الباسط بھٹی صاحب
ابن مکرم عبد العزیز بھٹی صاحب (یو.کے)

11 جولائی 2022ء کو 70 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا مکرم شہاب الدین صاحب اور والد مکرم عبد العزیز بھٹی صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قادیان جاکر بیعت کی توفیق ملی۔ مرحوم ابتدائی زندگی سے ہی جماعت کی خدمت کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ دو مرتبہ قائد خدام الاحمدیہ میر پور خاص رہے۔ 1974ء کے حالات میں وہاں کے امیر جماعت محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صدیقی صاحب مرحوم کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ پھر جب کام کے سلسلہ میں کراچی منتقل ہوئے تو وہاں ماڈل کالونی میں اور بعد ازاں جرمنی میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ یوکے آنے کے بعد آپ کو بطور نائب ناظم سپلائی جلسہ سالانہ خدمت کی توفیق ملی۔ 2013ء میں جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی کے دوران حدیقۃ المہدی میں آپ کو سٹروک ہوا اور اس کے بعد سے آخر وقت تک بیماری کا بڑے صبر و ہمت سے مقابلہ کرتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دُعا گو، انتہائی شریف النفس، بہت منکسر المزاج، سب سے پیار کرنے والے، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحوم مکرم عبد القدوس عارف صاحب (صدر خدام الاحمدیہ یوکے) کے خسر تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم نعیم احمد شاہد صاحب
(سابق صدر جماعت میلبورن ویسٹ، آسٹریلیا)

23 مئی 2022ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مہتاب جان بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے تھے۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم کے بعد کراچی میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور پھر پاکستان سٹیل مل میں ملازمت اختیار کی جہاں حلقہ سٹیل ٹاؤن کراچی میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 2014ء میں آسٹریلیا منتقل ہونے کے بعد میلبورن ویسٹ جماعت میں بھی متعدد عہدوں پر کام کے علاوہ صدر جماعت کی حیثیت سے بھی خدمت بجالاتے رہے۔ میلبورن جماعت کا پہلا نماز سنٹر بھی مرحوم کی کوششوں سے قائم اور آباد ہوا۔ بہت ملنسار، خوش گفتار، مہمان نواز اور اعلیٰ اخلاق کے حامل ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے وابستگی اور اطاعت بے مثال تھی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اپنے تمام چندے اول وقت میں ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کے علاوہ غریبوں اور یتیموں سے بہت حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ مرکزی مہمانوں اور مربیان اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منصور نعیم صاحب) مربی سلسلہ (آجکل طاہر فاؤنڈیشن ربوہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم محمد صدیق صاحب ابن مکرم فضل احمد صاحب
(سابق امیر جماعت بشیر آباد سندھ حال ربوہ)

15 جون 2022ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑنانا حضرت میاں امام دین صاحب رضی اللہ عنہ (آف پیر کوٹ ثانی)، آپ کے دادا حضرت میاں محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ (آف مانگٹ اونچا) اور آپ کے نانا حضرت میاں پیر محمد صاحب رضی اللہ عنہ (آف پیر کوٹ) کے ذریعہ آئی جنہیں 1896ء میں ایک وفد کی صورت میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ہی روز دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ مرحوم پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے اور سندھ یونیورسٹی سے بی ٹی اور Mathematics میں ایک سپیشل سرٹیفکیٹ کورس کرنے کے بعد کچھ عرصہ جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر آپ کا تقرر تعلیم الاسلام مڈل اسکول محمد آباد سٹیٹ میں بطور ہیڈ ماسٹر ہوا اور چند سال بعد 1966ء میں آپ کو ایک دوسرے جماعتی ادارہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول بشیر آباد سندھ کا پہلا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا جہاں اسکول کے نیشنلائز ہونے کے بعد بھی آپ لمبا عرصہ ہیڈ ماسٹر رہے۔ مرحوم نے حیدر آباد میں مختلف جماعتی وتنظیمی عہدوں کے علاوہ قائد ضلع خدام الاحمدیہ، زعیم اعلیٰ انصار اللہ اور امیر جماعت بشیر آباد سندھ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، بہت سادہ، نفاست پسند، گہرا علمی ذوق رکھنے والے، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا بکثرت مطالعہ کرنے والے، خلافت کے شیدائی، ایک متوکل علی اللہ، نیک، مخلص اور بے لوث خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے تین بیٹے واقف زندگی ہیں۔ دو بیٹے مکرم محمد عثمان شاہد صاحب اور مکرم محمد لقمان صاحب مربی سلسلہ ہیں جبکہ تیسرے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب غانا میں بطور ڈاکٹر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم الحاج مولوی محمد شریف صاحب مرحوم
(سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ)

20 جون 2022ء کو 98 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں فضل محمد صاحب رضی اللہ عنہ (ہرسیاں والے) کی بیٹی تھیں۔ آپ نے اپنے واقف زندگی شوہر کے ساتھ ایک واقفہ زندگی کی طرح وقت گزارا اور انتہائی نامساعد حالات کے باوجود بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ربوہ میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور عشق تھا۔ خدمت دین کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور یہی جذبہ اپنی اولاد میں بھی پیدا کیا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد، مہمان نواز، بہت ہر دلعزیز، ایک نیک مخلص باوفا بزرگ خاتون تھیں۔ کافی عرصہ سے اپنے بچوں کے پاس امریکہ میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ کے اندر بہت تڑپ تھی کہ لوگ احمدیت کو قبول کریں۔ آخری سالوں میں گورنمنٹ کی طرف سے جو عورتیں آپ کی دیکھ بھال کیلئے آتیں ان کو تبلیغ کرتی تھیں۔ کبھی کبھی ان سے کوئی دینی مضمون بھی پڑھواتیں۔ پھر بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھاتیں اور بتاتیں کہ دیکھو یہ مسیح موعود ہیں جو آگئے ہیں۔ چندوں کی ادائیگی کی بھی فکر رہتی تھی اور باقاعدگی کے ساتھ اس کا التزام کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم وسیم احمد ظفر صاحب (مربی سلسلہ) آجکل برازیل میں نیشنل پریذیڈنٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ مکرم محمد اسلم خالد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کی خالہ تھیں۔

(4) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم غلام احمد خان صاحب (گجرات، حال ربوہ)

18 جون 2022ء کو 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت شیخ عبد الغفور صاحب رضی اللہ عنہ (آف گجرات) کی سب سے بڑی بیٹی، حضرت شیخ رحیم بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی، حضرت شیخ الٰہی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اور حضرت لیفٹیننٹ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب رضی اللہ عنہ (آف مردان) کی نواسی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، صابرہ وشاکرہ، اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والی، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والی، اپنوں اور غیروں کے کام آنے والی، ایک نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے صدر لجنہ ضلع مردان اور صدر لجنہ گجرات کے علاوہ مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مردان میں جب تدریس کے شعبہ سے منسلک تھیں تو سکول میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسے بھی کرواتی رہیں۔ ربوہ میں کچھ عرصہ اپنے حلقہ کی سیکرٹری تعلیم و تربیت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے کئی بچیوں کو یسّرنا القرآن کے علاوہ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ بھی پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(5) مکرمہ انور سلطانہ ملک صاحبہ
اہلیہ مکرم ملک عبد الحفیظ خان صاحب (امریکہ)

2 جولائی 2022ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ماسٹر عبد العزیز صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم سے عشق کرنے والی اور اپنے پرائے سب سے محبت و پیار کا سلوک کرنے والی ایک بہت نیک سیرت خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم مقصود احمد باجوہ صاحب (جرمنی)

27 جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ بچپن سے ہی جماعتی خدمت کی طرف راغب تھے۔ وفات کے وقت اپنی جماعت میں جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے تھے۔ شعبہ تبلیغ جرمنی سے بھی لمبا عرصہ منسلک رہے۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، مہمان نواز، غریب پرور اور خلافت سے اطاعت اور محبت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

(7) مکرمہ بشریٰ قزق صاحبہ (سیریا)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ ساری عمر مخالفِ احمدیت خاوند کے ساتھ مشکل زندگی گزاری جو انہیں احمدیت کی وجہ سے بہت اذیت دیتا اور کہتا تھا کہ تمہارے گھر والے کافر ہیں لیکن آپ ہمیشہ جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سے بڑی محبت اور اخلاص و وفا کا اظہار کرتی رہیں۔ ان کے خاوند نے ان پر احمدیت چھوڑنے کیلئے بہت دباؤ ڈالا لیکن آپ آخر دم تک احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ آپ بتاتی تھیں کہ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سیریا تشریف لائے تھے تو آپ نے حضورؓ سے ملاقات کی تھی اور حضورؓ نے انہیں ایک رومال تحفہ میں دیا تھا۔

(8) عزیزم رافع احمد باجوہ
ابن مکرم سلیم احمد باجوہ صاحب (کراچی)

24 جون 2022ء کو 10 سال کی عمر میں ایک حادثہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز اپنے کزن کے ساتھ باہر گراؤنڈ میں کرکٹ کھیلنے گیا تھا۔ گراؤنڈ کے ساتھ ہی ایک ہائی وے گزرتی ہے۔ گیند ہائی وے پر چلی گئی تو وہ اسے پکڑنے پیچھے گیا کہ اتنے میں ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے بری طرح کچل دیا جس سے یہ موقع پر ہی وفات پاگیا۔ عزیز بہت نیک اور فرمانبردار بچہ تھا۔ پانچویں جماعت کا طالب علم تھا اور حال ہی میں اپنی کلاس میں فرسٹ آیا تھا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا | اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE
(SINCE 1964) ﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾
❁ قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔
(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)
contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681
e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں

Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

میرے والد پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے

تو وہ پیوست زمین ہوجاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہوجاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا (حضرت عائشہؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15/اپریل 2022 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال مرتدین کو حضرت ابوبکرؓ نے کس بنا پر سزا دی تھی؟

جواب مرتدین کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سزا ان کی بغاوت اور جنگ کی وجہ سے دی تھی۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد کن حالات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔

سوال حضرت ابوبکر کے خلیفہ بننے کے بعد خدا نے کس طرح آپ کی مدد فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اسلام مصائب کی وجہ سے آگ سے جلے ہوئے شخص کی طرح نازک حالت میں تھا۔ پھر اللہ نے اسلام کو اس کی طاقت لوٹا دی اور اسے گہرے کنویں سے نکالا اور جھوٹے مدعیان نبوت دردناک عذاب سے مارے گئے اور مرتد چوپاؤں کی طرح ہلاک کئے گئے اور اللہ نے مومنوں کو اس خوف سے جس میں وہ مُردوں کی طرح تھے امن عطا فرمایا۔ اس تکلیف کے رفع ہونے کے بعد مومن خوش ہوتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مبارک باد دیتے اور مرحبا کہتے ہوئے ان سے ملتے تھے۔

سوال صحابہ کرام کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اخلاص ووفا کا کیسا تعلق تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صحابہ آپ کی تعریف کرتے اور رب الارباب کی بارگاہ سے آپ کیلئے دعائیں کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم اور تکریم کے آداب بجا لانے کیلئے لپکتے تھے۔ اور انہوں نے آپ کی محبت کو اپنے دل کی گہرائی میں داخل کرلیا اور وہ اپنے تمام معاملات میں آپ کی پیروی کرتے تھے اور وہ آپ کے شکر گزار تھے۔ انہوں نے اپنے دلوں کو روشن اور چہروں کو شاداب کیا اور وہ محبت و الفت میں بڑھ گئے اور پوری جدو جہد سے آپ کی اطاعت کی۔ وہ آپ کو ایک مبارک وجود اور نبیوں کی طرح تائید یافتہ سمجھتے تھے۔ اور یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صدق اور گہرے یقین کی وجہ سے تھا۔

سوال حضرت ابوبکر نے کس کس کو فوج کا افسر مقرر کیا اور اسکے لئے جھنڈا باندھا؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ کیلئے باندھا۔ دوسرا جھنڈا حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ کیلئے باندھا۔ تیسرا جھنڈا حضرت مُہَاجِر بن ابواُمَیّہؓ کیلئے باندھا۔ چوتھا حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کیلئے جھنڈا باندھا۔ پانچویں حضرت عمرو بن عاصؓ کیلئے جھنڈا باندھا۔ چھٹا جھنڈا حضرت حذیفہ بن مُحْصَن غَلْفَانِیؓ کیلئے باندھا۔ ساتواں حضرت عَرفَجَہ بن ہَرثَمَہؓ کیلئے جھنڈا باندھا، آٹھواں حضرت ابوبکرؓ نے شُرَحْبِیْل بن حَسَنَہ کو حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے پیچھے روانہ کیا، نوواں حضرت طُرَیفَہ بن حَاجِزؓ کیلئے جھنڈا باندھا، دسواں جھنڈا حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کیلئے باندھا اور گیارھواں جھنڈا حضرت علاء رضی اللہ عنہ بن حَضْرَمی کیلئے باندھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کے متعلق قائدین کی تقرری کے حوالے سے کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضرت ابوبکرؓ کی جانب قائدین کی تقرری کے حوالے سے مختلف امور کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک لکھنے والے مصنف لکھتے ہیں کہ نمبر ایک تو اس منصوبہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ لشکروں کے درمیان آپس میں ربط اور تعاون برابر قائم رہے۔ اگرچہ ان کے مقامات اور جہات مختلف تھے لیکن سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔ ان کا آپس میں ملنا اور جدا ہونا ایک ہی مقصد کے پیش نظر تھا اور خلیفہ کے مدینہ میں ہوتے ہوئے قتال کے جملہ امور کا کنٹرول، پاور اس کے ہاتھ میں تھا یعنی خلیفہ کے ہاتھ میں تھا۔ (ب) دوسرا نمبر یہ کہ صدیق اکبر نے دارالخلافہ مدینہ کی حفاظت کیلئے فوج کا ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور اسی طرح امور حکومت میں رائے اور مشورہ کیلئے کبار صحابہ کی ایک جماعت اپنے پاس رکھی۔ تیسرے یہ کہ ابوبکر کو معلوم تھا کہ ارتداد سے متاثرہ علاقوں میں اسلامی قوت موجود ہے۔ آپ کو اس کی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں یہ مسلمان مشرکین کے غیظ وغضب کا نشانہ نہ بنیں اس لیے قائدین کو حکم فرمایا کہ ان میں سے جو قوت اور طاقت کے مالک ہیں ان کو اپنے ساتھ شامل کرلیں اور ان علاقوں کی حفاظت کی خاطر کچھ افراد کو وہاں مقرر کردیں۔ چوتھے مرتدین کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ابوبکر نے اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے اصول کو اپنایا۔ فوج کے اہداف کچھ ظاہر کرتے حالانکہ مقصود کچھ اَور ہی ہوتا۔ انتہائی احتیاط اور حذر کا طریقہ اختیار کیا کہ کہیں ان کا منصوبہ فاش نہ ہونے پائے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے جو خط قبائل عرب کے نام لکھا تھا اسکی تفصیلات سب سے زیادہ کہاں بیان کی گئی ہیں؟

جواب حضرت ابوبکرؓ کا وہ خط جو قبائل عرب کے نام تھا وہ سب سے زیادہ تفصیلات کے ساتھ طبری نے بیان کیا ہے۔

سوال جو خط آپ رضی اللہ عنہ نے قبائل عرب کو لکھا اس کا خلاصہ کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا اس خط میں بیان ہوا ہے کہ کیوں ان سے جنگ ہوئی وہ اس لیے کہ یہ لوگ جنگ کرنے والے تھے۔ مسلمانوں پر جنگ ٹھونسنے والے تھے اور نہ صرف جنگ کرتے تھے بلکہ ظلم بھی کرنے والے تھے اور جواُن کے علاقوں میں نہتے مسلمان تھے ان پر ظلم کررہے تھے۔

سوال باغیوں نے مسلمانوں پر کیا کیا مظالم ڈھائے؟

جواب باغیوں نے مسلمانوں کو جلانے اور انہیں گھناؤنے طریقے سے قتل کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ان کو آگ میں جلایا، ان کے گھروں کو جلایا، ان کے بچوں، بیویوں سب کو جلایا، ان کا مُثلہ کیا۔

سوال ان تمام مظالم کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا فیصلہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام مظالم کو دیکھتے ہوئے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے امراء لشکر کو جو خطوط لکھے اس میں آپؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب اس خط میں بھی حضرت ابوبکر نے مرتدین کی بغاوت کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جو مسلمانوں کی صف کی طرف لَوٹنے سے انکاری ہو اور ارتداد پر ڈٹ جائے وہ محاربین میں سے ہے اس پر حملہ کرنا ضروری ہے اس کو قتل کردیا جائے یا جلا دیا جائے۔

سوال حضرت ابوبکر نے جلانے کا حکم کیوں دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہیں جلانے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ان بدمعاشوں نے اہلِ ایمان کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا لہٰذا یہ قصاص کے طور پر تھا۔ ☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا وَلَكَ ذَاكِرًا

یعنی اَے میرے اللہ! تو مجھے اپنا شکر بجالانے والا اور بکثرت ذکر کرنے والا بنادے

شکرگزاری کے جذبات ہی ہیں جو گناہوں کی بخشش کے سامان کرتے ہیں اور پھر اس وجہ سے مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پیدا ہوتی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25/اپریل 2005 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر کیا دعا کیا کرتے تھے؟

جواب عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا وَلَكَ ذَاكِرًا یعنی اے میرے اللہ تو مجھے اپنا شکر بجالانے والا اور بکثرت ذکر کرنے والا بنادے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کس طرح ادا کرتے تھے؟

جواب حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بارش ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے کپڑا ہٹا دیا اور ننگے سر پر بارش لینے لگے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ یہ میرے رب سے تازہ تازہ آئی ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے ابوسعید بیان کرتے ہیں جب بھی کوئی چیز کھاتے یا پیتے تو اسکے بعد یوں شکر ادا کیا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے وقت کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا مانگتے کہ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ کہ اے اللہ ہر قسم کی تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو نے ہی مجھے پہنایا۔ میں تجھ سے اسکے خیر اور جس غرض کیلئے بنایا گیا اس کی خیر مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے اسکے شر اور جس غرض کیلئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

سوال کپڑے کے شر سے کیا مراد ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اصل میں تو اس کے بہت سارے پہلو ہیں۔ ایک تو بعض دفعہ بعض کپڑوں میں اس قسم کی چیز بھی ہوتی ہے، جن سے بعض لوگوں کو الرجی بھی ہوجاتی ہے۔ یہ بھی ایک شر کا پہلو نکل جاتا ہے۔ پھر بعض لوگ بڑے اعلیٰ قسم کے سوٹ اور جوڑے سلواتے ہیں گو آپؐ میں وہ چیز تو نہیں آنی تھی لیکن اپنی امت کو سبق دینے کیلئے یہ دعا مانگتے تھے کہ اسکے شر سے بھی بچانا، کسی قسم کے کپڑے سے کبھی کسی قسم کا تکبر پیدا نہ ہو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا، کہ میرا مرنا اور جینا تیرے نام کے ساتھ ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگنے کے بعد کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگنے کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرِ ۔یعنی: ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد پھر زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

سوال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو کیا دعا کرتے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت یہ دعا کرتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِيْ کہ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مضر چیز مجھ سے دور کردی اور مجھے تندرستی عطا کی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کیسی ہوتی تھی؟

جواب: حضرت عائشہؓ یہ روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ اس پر مَیں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ پہلے بھی اور بعد کے بھی تو اب بھی اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کیا مَیں خدا کا عبد شکور نہ بنوں جس نے مجھ پر اتنا احسان کیا ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بخشش کی کس قدر تڑپ تھی؟

جواب: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ سے مدینہ واپس لوٹ رہے تھے جب ہم عَزْوَرَاء مقام پر پہنچے تو آنحضورؐ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر دعا کی۔ پھر حضور سجدہ میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ پھر سجدہ میں گر گئے۔ آپ نے تین دفعہ ایسا کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مَیں نے اپنی امت کیلئے شفاعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ایک تہائی کی شفاعت کی اجازت دے دی۔ میں اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کیلئے سجدہ میں گر گیا اور سر اٹھا کر پھر اپنے رب سے امت کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ایک تہائی امت کی شفاعت کی اجازت فرمائی۔ پھر میں شکرانہ کا سجدہ بجا لایا۔ پھر سر اٹھایا اور امت کیلئے اپنے رب سے دعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تیسری تہائی کی بھی شفاعت کیلئے مجھے اجازت عطا فرمادی اور میں اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجالانے کیلئے گر گیا۔

سوال: جنگ حنین کے بعد مال غنیمت کی تقسیم پر جب ایک انصاری نے اعتراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ کہو کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تُو اس حال میں آیا کہ تو جھٹلایا گیا تھا اور ہم نے اس وقت تیری تصدیق کی اور تجھے جب اپنوں نے دھتکار دیا تو ہم نے اس وقت تجھے قبول کیا اور پناہ دی تھی۔ تُو ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ مالی لحاظ سے بہت کمزور تھا اور ہم نے تجھے غنی کر دیا۔ اگر تم یہ کہو تو میں تمہاری ان باتوں کی تصدیق کروں گا۔ اے انصار! اگر لوگ مختلف گھاٹیوں یا وادیوں میں سفر کر رہے ہوں تو میں اس وادی اور گھاٹی میں چلوں گا جس میں تم انصار چلو گے۔ اگر میرے لئے ہجرت مقدر نہ ہوتی تو میں تم میں سے کہلانا پسند کرتا۔ تم تو میرے ایسے قریب ہو جیسے میرے وہ کپڑے جو میرے بدن کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور باقی لوگ میری اوپر کی چادر کی طرح ہیں۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی کی خبر ملتی تو آپؐ کیا فرماتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی خوشی کی خبر ملتی تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ کہ سب تعریف اس خدا کیلئے ہے جس کی نعمت سے نیکیاں کمال کو پہنچتی ہیں۔

سوال: جب کوئی ایسا معاملہ آتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تو کیا فرماتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جسے آپؐ ناپسند فرماتے تو یہ دعا کرتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ مَیں ہر حال میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

سوال: جب ایک صحابی کا حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کیا کہا؟

جواب: ایک دفعہ ایک صحابی کا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اختلاف ہو گیا۔ حضوؐر کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا جب اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر نے میری سچائی کی گواہی دی اور اپنی جان او رمال سے میری مدد کی۔ کیا تم میرے ساتھی کی دل آزاری سے باز نہیں رہ سکتے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض کی ادائیگی کس طرح کیا کرتے تھے؟

جواب: اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابی ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار درہم مجھ سے بطور قرض لئے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلمکے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے رقم لوٹا دی اور دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے۔ نیز فرمایا قرض دینے کا بدلہ شکریہ کے ساتھ ادائیگی ہے۔

سوال: شکرگزاری کے جذبات کس چیز کے سامان پیدا کرتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شکرگزاری کے جذبات ہی ہیں جو گناہوں کی بخشش کے سامان کرتے ہیں اور پھر اس وجہ سے مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پیدا ہوتی ہے۔

......☆......☆......☆......

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

طاقتوں اور قوتوں اور خاصیتوں کا جو آسمان کے ستاروں اور زمین کے جمادات نباتات حیوانات میں پایا جاتا ہے ان سب کا سبب تناسخ اور آواگون ہے اور یا یہ مان لو کہ یہ تمام تفاوت اور مختلف قسم کی حد بندیاں تمام عالم کی چیزوں میں خواہ وہ حیوانات ہیں یا غیر حیوان یہ صرف اسی وجہ سے ہیں کہ تا ان حد بندیوں سے ایک ذات حدوالی کا پتہ لگ جائے یہ کیا حماقت ہے کہ ان حد بندیوں کی دلیل بیان کرنے کے وقت ایک جگہ کچھ بیان ہے اور دُوسری جگہ اس کے مخالف بیان ہے اس قسم کا تناقض خدا کے کلام میں نہیں ہوسکتا اور جو کلام اس تناقض کو پیش کرے اُس کی ردّ اور کھنڈن کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی وحدت نظامی کے برخلاف ہے۔

اجسام اور حیوانات میں جو جو تفاوت مقدار اور طاقت میں پایا جاتا ہے اعمال کا نتیجہ نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یاد رہے کہ انسان کو صرف خدا کی شناخت کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اگر یہ نظام عالم کا اس طرح پر واقع ہو کہ خدا کے وجود پر دلالت نہ کرے تو تمام مصنوعات کا ایک فضول وجود ہوگا جس پر نظر ڈالنے سے ہم اپنے خدا کو شناخت نہیں کر سکتے۔ پس فقط اسی حالت میں خدا تعالیٰ کی شناخت کے لئے یہ نظام عالم مفید ہوسکتا ہے جب کہ اس کی وحدت نظامی پر نظر کر کے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل قائم ہو سکے اور وہ صورت صرف یہی صورت ہے کہ اجسام اور حیوانات میں جو جو تفاوت مقدار اور طاقت اور قوت میں پایا جاتا ہے اعمال کا نتیجہ نہ سمجھا جائے بلکہ یہ تمام امور خدا کی ذات پر استدلال کرنے کے لئے اس کے قدرتی کام سمجھے جائیں اور یہ تمام حد بندی اس کی محض اس ارادہ سے اور اس غرض سے سمجھی جائے کہ تا اس قادر کے وجود پر جو حد باندھنے والا ہے ایک دلیل ہو۔

اگر مرد، عورت اور گائے، بکری سب اعمال کا نتیجہ ہیں تو ممکن ہے کسی زمانہ میں کوئی روح اعمال کی رُو سے مرد بننے کے لائق ہی نہ ہو، یا کوئی رُوح عورت بننے کے لائق نہ ہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اگر یہ تمام چیزیں جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے یا جن پر بقائے نسل موقوف ہے محض اتفاقی طور پر تناسخ کے ذریعہ سے پیدا ہوگئی ہیں تو پھر یہ چیزیں خدا کے وجود پر ہرگز دلالت نہیں کریں گی کیونکہ وہ تناسخ کی مختلف ہواؤں سے اختلاف پذیر ہوکر ایک نظام کے شیرازہ میں منضبط نہیں رہیں گی اور اس صورت میں انسانی آرام اور آسائش کے لئے ان چیزوں پر بھروسہ کرنا نہایت خطرناک ہوگا۔ مثلاً اگر یہ بات سچ ہے کہ نوع انسان میں سے جو بعض مرد ہیں اور بعض عورت یہ اختلاف آواگون یعنی تناسخ کی شامت سے ہے تو اس صورت میں امان اُٹھ جاتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض زمانوں میں انسانوں کے ایسے اعمال واقع ہوں کہ کوئی روح اعمال کی رُو سے مرد بننے کے لائق ہی نہ ہو۔ یا کوئی رُوح عورت بننے کے لائق نہ ہو۔ اِسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ضروری چیزیں کہ جو انسان کی خوراک یا آرام اور آسائش کے لئے ضروری ہیں جیسے گائے بیل گھوڑے وغیرہ وہ بباعث نہ ہونے اعمال تناسخ کے زمین پر سے مفقود ہو جائیں یعنی نوع انسان سے ایسے اعمال ہی ظہور میں نہ آئیں جن کی وجہ سے اُن کو گائے یا بیل یا گھوڑا بننا پڑے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یہ تمام چیزیں جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں اُن کا وجود محض اتفاقی ہوتا تو یہ سلسلہ کبھی نہ کبھی ٹوٹ جاتا اور نہ اس سلسلہ کو خدا کے وجود پر کوئی دلالت رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا عبارت میں جو بیل گھوڑے کا ذکر ہے اس سے ہمیں یاد آیا کہ بیل اور کتیا کب جنم لیتے ہیں۔ چونکہ واقعہ بہت دلچسپ اور معلوماتی ہے اس لئے ایک بار پھر اسے درج کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ 11 فروری 2020 کو صوبہ گجرات کے بھُج شہر میں ”شری سہج آنند گرلز انسٹی چیوٹ“ کے ہاسٹل میں رہ کر پڑھائی کرنے والی 60 سے زیادہ طالبات کی انسٹی چیوٹ کے سٹاف نے نہایت نامناسب اور انتہائی قابل اعتراض طریق پر چیکنگ کی۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اُن کے خاص ایام تو نہیں چل رہے؟ ایسا اس لئے کیا گیا کیونکہ ادارے کے اصول کے مطابق وہ طالبہ جس کے خاص ایام چل رہے ہوں اُس کو دوسری طالبہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا طالبات کو اس لئے چیک کیا گیا کہ کہیں اُنہوں نے ادارے کے اس اصول کو توڑا تو نہیں؟ اس واقعہ کا اخبارات میں چرچا ہونے پر ادارے کی پرنسپل، ہاسٹل کی انچارج اور ایک چپراسی کو 17 فروری کو گرفتار کرلیا گیا۔ اِس پس منظر میں 18 فروری کو اس ادارے کو چلانے والے دَھرم گورو یعنی مذہبی رہنما ”سُوامی کرشن سوروپ داس جی“ نے اپنے وعظ میں کہا : ”یہ بات پکی ہے کہ ماہواری کے وقت شوہروں کے لئے کھانا پکانے والی عورتیں اگلی زندگی میں کتیا کی شکل میں جنم لیں گی اور اس دَوران انکے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا کھانے والے مرد بیل کی شکل میں پیدا ہونگے۔ اگر آپ کو میرے خیالات پسند نہیں ہیں تو اسکی مجھے پرواہ نہیں ہے لیکن یہ سب ہمارے شاستروں میں لکھا ہوا ہے۔“ (ملاحظہ ہو اخبار ہند سماچار جالندھر 20 فروری 2020 صفحہ 4 اور صفحہ 8)

اور گائے کس طرح پیدا ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

آریہ لوگوں کی فلاسفی یہ بتلاتی ہے کہ ایک برہمنی تھی اور پھر کسی پلید اور بُرے کام کے ارتکاب سے بعض کہتے ہیں کہ زنا کے باعث سے سزایاب ہوکر گائے کی جون میں آئی۔ اور پھر دوسری طرف دیکھو کہ اسی مجرمہ فاسقہ عورت کے ہندوؤں کے خیالات میں کس قدر تعظیم وتکریم جمی ہوئی ہے کہ گویا اسی کی دم پکڑ کر پار ہو جانا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ 185)

ہم بڑی مشکل میں ہیں کہ اسے برہمنیوں کا احسان کہیں یا کیا کہیں جو اتنی گائیاں دُنیا میں ہیں اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض مزید پُر معارف و پُرشوکت ارشادات اِسی چیلنج کے ضمن میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 15 - September - 2022 Issue. 37

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے کچھ واقعات ہیں جو بیان کروں گا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کے متعلق حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان سے مشورہ کیا۔ دونوں نے حضرت عمر کی نیکی اور تقویٰ کی بہت تعریف کی۔ حضرت عثمان نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیگر بہت سارے صحابہ کرام سے بھی اس تعلق میں مشورہ کیا۔ اکثر صحابہ نے اپنی رائے حضرت عمر کی امارت کے متعلق ظاہر کی اور بعض نے صرف یہ اعتراض کیا کہ حضرت عمر کی طبیعت میں سختی زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ لوگوں پر تشدد کریں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب ذمہ داری ان پر پڑ جائے گی ان کی سختی کا مادہ بھی اعتدال کے اندر آ جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ کی صحت چونکہ بہت خراب ہو چکی تھی اس لئے آپ نے اپنی بیوی اسماء کا سہارا لیا اور ایسی حالت میں جبکہ آپ کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے ہاتھ کانپ رہے تھے آپ مسجد میں آئے اور تمام مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بہت دنوں تک متواتر اس امر پر غور کیا ہے کہ اگر میں وفات پا جاؤں تو تمہارا کون خلیفہ ہو۔ آخر بہت کچھ غور کرنے اور دعاؤں سے کام لینے کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ عمر کو خلیفہ نامزد کر دوں۔ سو میری وفات کے بعد عمر تمہارے خلیفہ ہوں گے۔ سب صحابہ اور دوسرے لوگوں نے اس امارت کو تسلیم کیا اور حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت عمر کی بیعت ہوگئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بھی ایک رنگ کا انتخاب ہی تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اور خلفا کو خلیفہ کی وفات کے بعد منتخب کیا گیا اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کی موجودگی میں ہی منتخب کر لیا گیا۔

حضرت ابوبکر نے منگل کی شام کو بتاریخ 22 جمادی الآخر 13 ہجری کو 63 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے لبوں سے جو آخری الفاظ ادا ہوئے وہ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تھی کہ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ۔ یعنی مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرے میں شمار کر۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ آپ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس آپ کو غسل دیں۔ آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن نے ان کے ساتھ معاونت کی۔ پھر آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چارپائی پر رکھا گیا۔ یہ وہ چارپائی تھی جس پر حضرت عائشہ سویا کرتی تھیں۔ اسی چارپائی پر آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو رات کے وقت اسی حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے مقابل میں رکھا گیا۔ تدفین کے وقت حضرت عمر بن خطاب حضرت عثمان بن عفان حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر قبر میں اترے اور تدفین کی۔ حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا غم تھا کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا جسم مسلسل کمزور ہوتا گیا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔ ایک بیوی قتیلہ بنت عبدالعزی تھیں۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہ حضرت عبداللہ اور حضرت اسماء کی والدہ تھیں۔ حضرت ابوبکر نے انہیں زمانہ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی۔ دوسری اہلیہ حضرت ام رومان بنت عامر تھیں۔ آپ کے بطن سے حضرت عبدالرحمن اور حضرت عائشہ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی وفات چھ ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور ان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔ تیسری حضرت اسماء بنت عمیس تھیں۔ آپ کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ چوتھی بیوی حضرت حبیبہ بنت خارجہ تھیں۔ آپ کے بطن سے حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ام کلثوم پیدا ہوئیں جن کی ولادت حضرت ابوبکر کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہوئی۔

نظام حکومت کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو کوئی امر پیش آتا تو آپ مہاجرین و انصار میں سے حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت کو بھی بلاتے اور اُن سے مشورہ کرتے یا بعض اوقات زیادہ تعداد میں مہاجرین اور انصار کو جمع فرماتے۔

زکوۃ کے متعلق حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ مرتد ہونے سے بچانے کیلئے ان کو معاف کر دو۔ اس پر حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹ باندھنے کی ایک رسّی بھی دیتے تھے تو وہ بھی لوں گا اور اگر تم سب مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور مرتدین کے ساتھ جنگل کے درندے بھی مل جائیں تو میں اکیلا ان سب کے ساتھ جنگ کروں گا۔ جس عزم کا نمونہ آپ نے دکھایا خدا تعالیٰ نے آپ کے عزم کی وجہ سے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو جب خدا سے انسان ڈرتا ہے تو پھر مخلوق کا رعب اس پر اثر نہیں کرتا۔ یہ ہے منصب خلافت کی حقیقت۔

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں غنیمت اور جزیہ کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔ اس لئے آپؓ کو ایک بیت المال قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق محکمہ مال کی ذمہ داری حضرت ابوعبیدہ کے سپرد ہوئی۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا آپ بیت المال کی حفاظت کیلئے کوئی محافظ کیوں مقرر نہیں فرماتے۔ آپ نے جواب دیا اس کی حفاظت کیلئے ایک تالا ہی کافی ہے کیونکہ جو کچھ بھی بیت المال میں جمع ہوتا تھا آپ اسے تقسیم فرما دیتے تھے۔ بیت المال اکثر خالی ہی رہتا تھا۔

حضرت ابوبکر کیلئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کئے جانے کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کے وقت آپ بازار کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی آپ تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ملے۔ انہوں نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بازار جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا یہ آپ کیا کرتے ہیں حالانکہ آپ مسلمانوں کے امور کے والی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا۔ اس پر سالانہ تین ہزار درہم آپ کا وظیفہ مقرر ہوا اور ایک روایت کے مطابق چھ ہزار درہم مقرر ہوا۔

حضرت ابوبکر کے دور میں اگرچہ محکمہ قضا کو باقاعدہ طور پر منظم نہیں کیا گیا تھا تاہم آپ نے قضا کا محکمہ حضرت عمر کے سپرد کر رکھا تھا اور آپ کی مدد کیلئے درج ذیل اصحاب مقرر تھے۔ حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ اس وقت امن و امان اور دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ مہینہ مہینہ گزر جاتا اور دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کیلئے میرے پاس نہ آتے تھے۔

محکمہ افتاء کے بارے میں لکھا ہے کہ نئے نئے قبائل اور آبادیاں حلقہ اسلام میں داخل ہو رہی تھیں اور حالات کے پیش نظر بعض نئے نئے فقہی مسائل بھی پیدا ہو رہے تھے اس لئے حضرت ابوبکر نے عام مسلمانوں کی سہولت اور رہنمائی کیلئے محکمہ افتاء قائم کیا اور حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت ابی بن کعب حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت کو فتویٰ دینے پر مامور کیا کیونکہ یہ حضرات تفقہ فی الدین اور علم و اجتہاد کے لحاظ سے دوسروں سے ممتاز تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود بھی فتویٰ دینے والے ان اصحاب میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کو فتویٰ دینے کی اجازت نہ تھی۔

محکمہ فوج کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کے دور میں کوئی باقاعدہ فوجی نظام نہ تھا۔ جہاد کے وقت ہر مسلمان مجاہد ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے سامان جنگ کی فراہمی کیلئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ مختلف ذرائع سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کا ایک معقول حصہ فوجی اخراجات کیلئے علیحدہ نکال لیتے تھے جس سے اسلحہ اور بار برداری کے جانور خریدے جاتے تھے۔ جہاد کے اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کیلئے بعض چراگاہیں مخصوص کر دی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنگ پر جانے والے سپہ سالاروں اور کمانڈروں کو ہدایات بھی دیتے تھے۔ حضرت اسامہ کے لشکر کو خطاب کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ میں تم کو دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ تم خیانت نہ کرنا اور مال غنیمت سے چوری نہ کرنا۔ تم بدعہدی نہ کرنا اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کھجور کے درخت کاٹنا اور نہ اس کو جلانا اور نہ کسی پھلدار درخت کو کاٹنا۔ نہ تم کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح کرنا سوائے کھانے کیلئے اور گرجوں کے راہبوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا انہیں کچھ نہیں کہنا۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابوسفیان کو شام کی جنگ کیلئے بھیجتے ہوئے جو نصیحت فرمائی اور جو ہدایات دیں وہ بہت ضروری باتیں ہیں اور ہر عہدیدار کیلئے یاد رکھنے والی باتیں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کے تقویٰ کو تم لازم پکڑو وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو دیکھتا ہے۔ لوگوں میں خدا کے زیادہ قریب وہ ہے جو اللہ سے دوستی کا سب سے بڑھ کر حق ادا کرنے والا ہے۔ جہالت اور تعصب سے بچنا۔ اپنے لشکر کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ جب انہیں وعظ و نصیحت کرنا تو مختصر کرنا کیونکہ بہت زیادہ گفتگو بہت سی باتوں کو بھلا دیتی ہے۔ تم اپنے نفس کو درست رکھو لوگ تمہارے لئے درست ہو جائیں گے اور نمازوں کو انکی اوقات پر رکوع اور سجود کو مکمل کرتے ہوئے ادا کرنا۔ جب دشمن کے سفیر تمہارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا۔ انہیں بہت کم ٹھہرانا۔ ان کو اپنے کاموں کے بارے میں مطلع نہ کرنا۔ اپنے لوگوں کو ان سے بات کرنے سے روک دینا۔ جب تم خود ان سے بات کرو تو اپنے بھید کو ظاہر نہ کرنا۔ جب تم کسی سے مشورہ لینا بات سچ کہنا صحیح مشورہ ملے گا۔ اکثر بغیر اطلاع دیئے ہی اچانک چوکیوں کا معائنہ کرنا۔ جسے غافل پاؤ اس کی اچھی طرح تادیب کرنا۔ سزا دینے میں جلدی نہ کرنا اور نہ بالکل نظر انداز کرنا۔ اپنی فوج سے غافل نہ رہنا۔ ان کے راز کی باتیں لوگوں سے نہ بیان کرنا۔ بیکار قسم کے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا سچے اور وفادار لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرنا۔ بزدل نہ بننا ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ مال غنیمت میں خیانت سے بچنا یہ محتاجی سے قریب کرتی ہے اور فتح و نصرت کو روکتی ہے۔

اسلامی حکومت کی مختلف ریاستوں میں تقسیم کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں بلاد اسلامیہ کو مختلف ریاستوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان ریاستوں میں آپ نے امراء اور گورنر مقرر کئے۔ مدینہ انکا دار الخلافہ تھا۔ کسی قوم پر گورنر مقرر کرتے ہوئے آپ اس قوم کے نیک اور صالح فرد کو گورنر مقرر کرتے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر چل رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی بیان ہوگا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad